

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةٍ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا

(سنن أبي داود ج ٢ ص ١٤٨ حديث نمبر: ٢٢٩٣)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی

شیخ احمد سرہندیؒ

تالیف لطیف

قطب الہند حضرت مولانا الحاج حکیم احمد حسن منورویؒ

(١٣١٤ھ / ١٩٠٠ء - ١٣٨٤ھ / ١٩٦٤ء)

تحقیق و حواشی

اختر امام عادل قاسمی

(نبیرہ حضرت مؤلفؒ)

مفتی ظفر الدین اکیڈمی جامعہ ربانی منور و اشرف بہار الہند

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةٍ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا

(سنن أبي داود ج ٢ ص ١٤٨ حديث نمبر: ٢٢٩٣)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی

شیخ احمد سرہندیؒ

تالیف لطیف

قطب الہند حضرت مولانا الحاج حکیم احمد حسن منورویؒ

(۱۳۱۷ھ / ۱۹۰۰ء - ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء)

تحقیق و حواشی

اختر امام عادل قاسمی

(نبیرہ حضرت مؤلفؒ)

مفتی ظفیر الدین اکیڈمی جامعہ ربانی منوروا شریف بہار الہند

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ
تالیف:	قطب الہند حضرت مولانا حکیم سید احمد حسن منورویؒ
تحقیق و حواشی:	اختر امام عادل قاسمی (نبیرہ حضرت مؤلفؒ)
سن اشاعت:	۱۴۴۲ھ / ۲۰۲۰ء
صفحات:	60
قیمت:	50
ناشر:	جامعہ ربانی منوروا شریف، پوسٹ سوہما، ضلع سمستی پور بہار

ملنے کے پتے

☆ مفتی ظفیر الدین اکیڈمی، جامعہ ربانی منوروا شریف، پوسٹ: سوہما، وایا: بتھان، ضلع سمستی پور
بہار، 848207-رابطہ نمبرات: 9934082422 - 9473 136822 ویب سائٹ:

www.jamiarabbani.org email. Jamia.rabbani@gmail.com

☆ مکتبہ الامام، سی 212، شاہین باغ، ابوالفضل انکلیو پارٹ ۲، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی 25

سنہ ۱۱۳۲ھ ولادت ۱۱۳۲ھ وفات ۱۱۳۲ھ امام نزار شریف روضہ مبارک خرم ثانی میں ہے
 ۱۱۔ حضرت خوجا محمد الشرف ولادت ۱۱۳۲ھ وفات ۱۱۳۲ھ امام حسن
 ۱۲۔ حضرت خوجا محمد شریف ولادت ۱۱۳۲ھ وفات ۱۱۳۲ھ امام حسن
 ۱۳۔ حضرت خوجا محمد شریف ولادت ۱۱۳۲ھ وفات ۱۱۳۲ھ امام حسن
 ۱۴۔ حضرت خوجا محمد شریف ولادت ۱۱۳۲ھ وفات ۱۱۳۲ھ امام حسن
 ۱۵۔ حضرت خوجا محمد شریف ولادت ۱۱۳۲ھ وفات ۱۱۳۲ھ امام حسن
 ۱۶۔ حضرت خوجا محمد شریف ولادت ۱۱۳۲ھ وفات ۱۱۳۲ھ امام حسن
 ۱۷۔ حضرت خوجا محمد شریف ولادت ۱۱۳۲ھ وفات ۱۱۳۲ھ امام حسن
 ۱۸۔ حضرت خوجا محمد شریف ولادت ۱۱۳۲ھ وفات ۱۱۳۲ھ امام حسن
 ۱۹۔ حضرت خوجا محمد شریف ولادت ۱۱۳۲ھ وفات ۱۱۳۲ھ امام حسن
 ۲۰۔ حضرت خوجا محمد شریف ولادت ۱۱۳۲ھ وفات ۱۱۳۲ھ امام حسن

کتاب "حضرت امام ربانی"۔۔۔ (مخطوطہ) کے آخری صفحہ کا عکس

خود حضرت منوروی کے قلم سے

مندرجات کتاب

صفحہ	مضامین	سلسلہ نمبر
۱۰	گنجینہ نایاب	۱
۱۰	مخطوطہ کی دریافت	۲
۱۱	عہد تالیف	۳
۱۱	کتاب کے مآخذ	۴
۱۲	کتاب کی تحقیق و تعلیق	۵
۱۲	ولادت سے قبل بشارتیں	۶
۱۲	اشارات قرآنی	۷
۱۶	اشارات نبوی	۸
۲۰	آپ کی نسبت اولیاء سابقین کی بشارتیں	۹
۲۰	حضور غوث پاکؒ کا ارشاد	۱۰
۲۰	حضرت شیخ احمد جامؒ کا ارشاد	۱۱
۲۱	حضرت مولانا جامیؒ کا ارشاد	۱۲
۲۲	حضرت خلیل اللہ بدخشیؒ کا الہام	۱۳
۲۲	دیگر مشائخ کرام کے الہامات	۱۴
۲۳	حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کا ارشاد	۱۵
۲۴	منجمین کی پیش گوئی	۱۶
۲۴	ارکان سلطنت کے خواب	۱۷

صفحہ نمبر	مضامین	سلسلہ نمبر
۲۶	حضرت مخدوم عبدالاحدؒ کا کشف	۱۸
۲۷	اکبر بادشاہ پر ایک جعلی کتاب کا نزول اور مجدد اسلام کی ضرورت	۱۹
۲۸	آپ کی ولادت باسعادت کا بیان	۲۰
۳۰	زمانہ طفولیت	۲۱
۳۰	حضرت شاہ کمال کی تھالی کے حضور	۲۲
۳۱	علم شریعت اور اپنے والد ماجد سے استفادہ	۲۳
۳۱	آپ کے دیگر اساتذہ اور طریقہ کبریہ کی اجازت	۲۴
۳۳	سفر اکبر آباد	۲۵
۳۴	سند مصافحہ	۲۶
۳۴	علم طریقت اور اپنے والد ماجد سے خلافت	۲۷
۳۵	دیگر کمالات اور نسبت فرودیت	۲۸
۳۵	آپ کے والد ماجد کا طریقہ نقشبندیہ کی توصیف کرنا	۲۹
۳۵	افضلیت طریقہ نقشبندیہ	۳۰
۳۶	آپ کا سفر دہلی اور حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے نیاز مندی	۳۱
۳۷	مدہوشی و فنا	۳۲
۳۸	مقام ظلال و فناء الفنا	۳۳
۳۸	مرتبہ علمی	۳۴
۳۸	مقام حیرت و حضور نقشبندیہ	۳۵

صفحہ	مضامین	سلسلہ نمبر
۳۹	مقام فنائے حقیقی و شرح صدر	۳۶
۳۹	مقام حق الیقین و جمع الجمع	۳۷
۳۹	مرتبہ فرق بعد الجمع	۳۸
۴۰	نسبت مرادیت و محبوبیت	۳۹
۴۰	حضرت غوث پاکؒ کے خرقہ کی حوالگی اور شاہ سکندر قادریؒ سے خلافت	۴۰
۴۲	ارواح اولیاء کی آمد اور آپ کے لئے مسابقت	۴۱
۴۳	سرہند شریف میں اولیاء اللہ کا ہجوم اور آنحضرت ﷺ کا فیصلہ	۴۲
۴۳	طریق مجددیہ میں تمام نسبتوں کا شمول	۴۳
۴۴	آپ کی شان میں حضرت سیدنا خواجہ باقی باللہ کے ارشادات	۴۴
۴۵	حضرت مجددؒ کے مخصوص کمالات اور اخلاق و اعمال	۴۵
۴۷	قصیدہ	۴۶
۴۷	آپ کے طریق کی تعلیم اور دیگر طرق میں فرق	۴۷
۴۹	مرض الموت اور وصال پر ملال	۴۸
۵۱	نسبی یادگاریں	۴۹
۵۱	حضرت خواجہ محمد صادقؒ	۵۰
۵۱	خازن الرحمۃ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ	۵۱
۵۲	عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانیؒ	۵۲
۵۳	تمتہ	۵۳

فہرست حواشی

صفحہ	مضامین	سلسلہ نمبر
۱۸	صلۃ بن اشیم	۵۴
۲۰	شیخ الاسلام احمد جامؒ	۵۵
۲۲	حضرت شیخ سلیم بن بہاء الدین چشتی	۵۶
۲۳	شیخ نظام نارنولیؒ	۵۷
۲۴	حاجی سلطان تھانیسریؒ	۵۸
۲۵	شیخ جلال الدین تھانیسریؒ	۵۹
۲۶	حضرت سید شاہ کمال کیپھلیؒ	۶۰
۲۷	ابوالفضل	۶۱
۳۱	مولانا کمال الدین کشمیریؒ	۶۲
۳۲	شیخ یعقوب صرفیؒ	۶۳
۳۳	فیضی	۶۴
۴۰	حضرت سید تاج الدین عبدالرزاقؒ	۶۵
۴۱	حضرت شاہ سکندر قادریؒ	۶۶
۵۵	ماخذ و مراجع	۶۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

گنجینہ نایاب

یہ رسالہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے حالات و کمالات اور مقامات کے مختصر تذکرہ پر مشتمل ہے اور عقیدت و محبت کی روشنائی میں قلم کو ڈبو کر لکھا گیا ہے، یہ عرصہ دراز سے کاغذات کے انبار میں دفن تھا، اور حضرت مولانا الحاج حکیم احمد حسن منورویؒ کی اس کتاب سے کوئی شخص واقف نہیں تھا، حضرت منورویؒ کی دو کتابیں - "مختصر حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ" اور "سرکار غریب نواز" - آپ کی حیات طیبہ میں آپ کے زیر نگرانی شائع ہوئی تھیں، ان سے احباب حلقہ عام طور پر واقف ہیں، لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی شخصیت اور مقام پر ان کی یہ تالیف لطیف اب تک گوشہ گمنامی میں پڑی ہوئی تھی، عجب نہیں کہ ضائع ہو جاتی، اللہ پاک کی توفیق سے اس بندہ عاجز کو اس عظیم علمی و روحانی خزانہ تک رسائی نصیب ہوئی، اس حقیر کو شروع سے خاندانی کاغذات بالخصوص حضرت جد امجد کی چیزوں سے خاص دلچسپی رہی ہے، طالب علمی کے زمانے میں تو اس کا شعور نہیں تھا، لیکن رسمی طالب علمی سے فراغت کے بعد مجھے اس جانب خاص توجہ ہوئی، اور اسی ضمن میں کئی نادر و نایاب چیزوں کے ساتھ یہ رسالہ بھی دریافت ہوا، فلله الحمد والشکر۔

مخطوطہ کی دریافت

یہ قلمی رسالہ خود حضرت منورویؒ کے اپنے قلم سے ایک عام قسم کی کاپی پر لکھا ہوا ہے، مجھے حضرت منورویؒ کے خطوط و تحریرات مسلسل پڑھتے رہنے کی وجہ سے آپ کے خط اور طرز تحریر سے تھوڑی مناسبت پیدا ہو گئی ہے، لیکن مزید توثیق کے لئے میں نے یہ رسالہ اپنے

والد ماجد حضرت مولانا محفوظ الرحمن صاحب قادری نقشبندی دامت برکاتہم کی خدمت میں پیش کیا، جو اس دور میں حضرت منورویؒ کی شخصیت کے سب سے بڑے محرم اسرار اور آپ کے خط اور انداز تحریر کے سب سے زیادہ واقف کار ہیں، والد صاحب نے اس کی تصدیق فرمائی اور اس عظیم علمی و روحانی سرمایہ کے انکشاف پر بے پناہ مسرت کا اظہار فرمایا۔

عہد تالیف

یہ کتاب کب اور کن حالات میں لکھی گئی؟ معلوم نہیں ہے، کتاب پر کوئی سن تاریخ درج نہیں ہے، اور نہ کوئی تمہیدی سطر میں تحریر کی گئی ہے، یہاں تک کہ کتاب کا نام بھی تجویز نہیں کیا گیا ہے،۔۔۔۔ شاید اس کا موقع نہ مل سکا یا کچھ اوراق گم ہو گئے۔۔۔۔

البتہ کتاب پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت کے دور آخر کی تحریر ہے، غالباً اس دور کی جب نسبت مجددیہ آپ پر غالب تھی اور آپ سلسلہ نقشبندیہ کے منتہائے کمال تک پہنچ چکے تھے، اس کتاب میں جس اختصار اور جامعیت کے ساتھ حضرت امام مجددؒ کے احوال و مقامات اور امور باطنہ پر گفتگو کی گئی ہے اور ولادت کے قبل سے لے کر مابعد ظہور تک کے اسرار و موز کی گرہ کشائی کی گئی ہے وہ کسی عارف و محقق اور مرد کامل ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

کتاب کے ماخذ

اس کتاب میں کسی حوالہ یا ماخذ کی نشاندہی نہیں کی گئی ہے، لیکن کتاب کے مندرجات سے اندازہ ہوتا ہے کہ کتاب کی تصنیف کے وقت حضرت مؤلف کے پیش نظر درج ذیل کتابیں رہی ہیں:

☆ روضۃ القیومیۃ، مؤلفہ خواجہ کمال الدینؒ

☆ حضرات القدس، مؤلفہ حضرت مولانا بدرالدین سرہندیؒ (ولادت ۱۰۰۲ھ)

۱۵۹۳ء - ۱۰۵۸ھ / ۱۶۲۸ء تک زندہ رہے، صحیح تاریخ وفات معلوم نہیں ہے)
 ☆ زبدۃ المقامات، مؤلفہ حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی (م ۱۰۵۴ھ مطابق ۱۶۴۴ء)

کتاب کی تحقیق و تعلیق

☆ اس کتاب کا نام حضرت مجددؒ کے حالات کی مناسبت سے اس حقیر نے "حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ" تجویز کیا ہے۔

☆ مرکزی اور ذیلی عنوانات خود حضرت مؤلفؒ کے قائم کردہ ہیں، البتہ بعض عناوین کا اضافہ راقم الحروف نے کیا ہے۔

☆ حضرت مؤلفؒ کی عبارت میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے، اگر کسی جگہ تشریح یا اضافہ کی ضرورت محسوس ہوئی تو وہ بات بین القوسین کہی گئی ہے، ہر جگہ بین القوسین کی عبارت اس حقیر کی ہے۔

☆ حضرت مؤلفؒ نے صرف ہجری تاریخوں پر اکتفا کیا ہے، بین القوسین میں ان کے مطابق انگریزی تاریخیں بڑھائی گئی ہیں۔

☆ حالات و واقعات کو اس موضوع کے دوسرے مصادر و مآخذ سے بھی مقابلہ کیا گیا ہے، جن کی نشاندہی کر دی گئی ہے، کہیں کوئی فرق یا وضاحت طلب بات نظر آئی تو حاشیہ میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

☆ آیات و احادیث کی تخریج و تحقیق کی گئی ہے۔

☆ کتاب میں جن شخصیات کا ذکر آیا ہے، حاشیہ میں ان میں سے اکثر کا ضروری تعارف لکھ دیا گیا ہے، الایہ کہ وہ بہت زیادہ متعارف شخصیت ہو یا واقعہ سے براہ راست ان کا تعلق نہ ہو۔

اس طرح کوشش کی گئی ہے کہ کتاب بہتر سے بہتر اور مستند طور پر اہل علم اور اصحاب ذوق کے سامنے پیش کی جائے، اللہ پاک ہماری کوششوں کو قبول فرمائے اور حضرت مولف کے رفح درجات کا ذریعہ بنائے اور ان کے فیوض عالیہ سے ہمیں مستفیض ہونے کا موقعہ عنایت فرمائے آمین۔

اختر امام عادل قاسمی

خادم جامعہ ربانی منور و اشرف

۲۹ / صفر المظفر ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۷ / اکتوبر ۲۰۲۰ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ولادت سے قبل بشارتیں

اشارات قرآنی

کوئی نص صریح تو ہماری نظر میں آپ کے ظہور کی نسبت نہیں گذری، لیکن بفجوائے

آیت شریفہ:

وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ¹

(ترجمہ: کوئی تر و خشک ایسی چیز نہیں ہے جو کتاب مبین میں موجود نہ ہو²)

¹- الانعام: 59

²- مگر یہاں کتاب مبین سے مراد مفسرین کے نزدیک لوح محفوظ ہے، قرآن کریم نہیں، جیسا کہ علامہ ابن کثیر اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں:

سعید بن جبیر، عن ابن عباس قال: خلق الله النون - وهي الدواة - وخلق الألواح، فكتب فيها أمر الدنيا حتى ينقضي ما كان من خلق مخلوق، أو رزق حلال أو حرام، أو عمل بر أو فجور وقرأ هذه الآية: { وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا } إلى آخر الآية (تفسير القرآن العظيم ج 3 ص 266 المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (المتوفى: 774هـ) المحقق: سامي بن محمد سلامة الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع الطبعة: الثانية 1420هـ - 1999م عدد الأجزاء: 8)

جلالین میں ہے:

"وَمَا تَسْقُطُ مِنْ" زَائِدَةٌ "وَرَقَّةٌ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ" عَطْفَ عَلَى وَرَقَةٍ "إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ" هُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوظُ (تفسير الجلالین ج 2 ص 355 المؤلف: جلال الدين محمد بن أحمد الخلي (المتوفى: 864هـ) وجمال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي (المتوفى: 911هـ))

تفسیر بیضاوی میں ہے:

غور کرنے سے آپ کے وجود باوجود کی طرف اشارات ظاہر ہوتے ہیں:

چنانچہ آیت شریفہ:

ثُلَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ (13) وَقَلِيلٌ مِنَ الْآخِرِينَ (14)³

(ترجمہ: اولین کی ایک پوری جماعت ہے اور بعد والوں میں ایسے کم لوگ ہیں)

پتہ دے رہی ہے کہ آخر زمان میں بھی تھوڑے سے لوگ مقربین بارگاہ الہی مثل اولین کے ہونگے۔۔۔

آپ (حضرت مجددؑ) اور آپ کے خلفاء متاخرین اولیاء میں سے ہیں، اور بسبب اتباع

وَلَا حَبَّةٌ فِي ظِلْمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ { معطوفات علی ورقة وقوله : { إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ } بدل من الاستثناء الأول بدل الكل علی أن الكتاب المبين علم الله سبحانه وتعالى ، أو بدل الاشتمال إن أريد به اللوح وقرئت بالرفع للعطف علی محل ورقة أو رفعا علی الابتداء و الخبر { إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ } (أنوار التنزيل وأسرار التأويل المعروف بتفسير البيضاوي ج ٢ ص ١٦٢ المؤلف : ناصرالدين أبو سعيد عبد الله بن عمر بن محمد الشيرازي البيضاوي (المتوفى: 685هـ))

تفسیر ابن عباس میں ہے:

وَلَا رَطْبٍ { یعنی الماء } وَلَا يَابِسٍ { یعنی البادية } إِلَّا فِي كِتَابٍ { مكتوب } مُبِينٍ {

كل ذلك في اللوح المحفوظ مبین مقدارها ووقتھا(تنویر المقياس من تفسیر ابن عباس ج ١ ص ١٣٣ المؤلف : ينسب لعبد الله بن عباس - رضي الله عنهما - (المتوفى : 68هـ)، جمعه محمد بن يعقوب الفيروز آبادی (المتوفى : 817 هـ)

روح المعانی میں ہے:

وقوله سبحانه : { إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ } كالتكرير لقوله سبحانه : { إِلَّا يَعْلَمُهَا } لَأَنَّ

معناها واحد في المال سواء أريد بالكتاب المبين علمه تعالى أو اللوح المحفوظ الذي هو محل معلوماته سبحانه ، وإلى هذا ذهب الزمخشري وأراد كما قال السعد: أنه تكرير من جهة المعنى (روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني ج ٥ ص ٣٥٣ المؤلف: شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني

الألوسي (المتوفى : 1270هـ)

³-الواقعة: 13، 14

سنتِ سنیہ آپ کا طریق مماثل طریقہ اولین یعنی اصحاب کبار کے ہے، چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی وغیرہ مفسرین نے لفظ آخرین سے آپ کی ذات اور آپ کے خلفاء مراد لئے ہیں⁴۔

اشارات نبوی

بعض احادیث بھی اس تفسیر کی مؤید موجود ہیں، جیسا کہ سنن ترمذی شریف میں مروی ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- «مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرَى أَوَّلُهُ خَيْرٌ أَمْ آخِرُهُ» قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ⁵

ترجمہ: ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میری امت مثل بارش کے ہے، نہیں معلوم کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخر کا۔

⁴۔ یہ بات حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پٹی نے تفسیر مظہری میں لکھی ہے، تحریر فرماتے ہیں:

"قال المجدد الصحابة كلهم كانوا مستغرقين في کمالات النبوة ومن التابعين اكثرهم ومن اتباع التابعين اقلهم ثم انطمس انوار النبوة واخفى آثارها وظهر کمالات الولاية واستعلت انوارها السكر والشطح وكثرة الخوارق المستفاد من التجليات الصفاتية والظلية حتى اذامضى بعد الهجرة الف سنة تدارك رحمة الله الواسعة افاض کمالات النبوة بمقتضى طينة النبى ﷺ على بعض اتباعه حتى اشتبه آخر الامة باولها ---- (وقليل من الآخرين) وهم ارباب كمال النبوة الذين وجدوا بعد الف سنة كما ذكرنا من قبل (تفسير المظہری ج ۹ ص ۱۴۶، ۱۴۷ مؤلفہ حضرت قاضی محمد ثناء اللہ الثمائی الحنفی المظہری التقشبدی (۱۴۳۳ھ - ۱۲۲۵ھ))

تحقیق: احمد عز وعناویہ، ناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ھ

⁵۔ الجامع الصحیح سنن الترمذی ج ۵ ص ۱۵۲ حدیث نمبر: ۲۸۶۹ المؤلف: محمد بن عیسیٰ ابو عیسیٰ الترمذی السلمي الناشر: دار احیاء التراث العربی - بیروت تحقیق: احمد محمد شاکر و آخرون عدد الأجزاء: 5 الأحادیث مذیلة بأحكام الألبانی علیها۔ قال الشيخ الألبانی: حسن صحیح

☆ جامع الدرر میں ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا
دِينَهَا⁶

ترجمہ: ارشاد فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ ہر صدی کے شروع میں اس امت سے اللہ تعالیٰ ایک مجدد بھیجتا رہے گا، جو دین کے امر کو نئے سرے سے درست کرتا رہے گا"

☆ جمع الجوامع میں امام سیوطی نے نقل کیا ہے کہ
قال النبي ﷺ يكون رجل يقال له صلة يدخل الجنة بشفاعته
كذا وكذا

ترجمہ: ارشاد فرمایا نبی کریم ﷺ نے، میری امت میں ایک شخص صلہ ہوگا
(یعنی مخلوق کو خالق سے ملانے والا یا شریعت و طریقت کے ساتھ جمع کرنے
والا) جس کی شفاعت سے اتنے اتنے یعنی بے شمار لوگ جنت میں داخل ہوں
گے۔

دونوں معنی کے لحاظ سے آپ کی ذات بابرکات صلہ اور مصداق حدیث ہے⁷

⁶ - سنن أبي داود ج ٣ ص ١٤٨ حديث نمبر: ٢٢٩٣ المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي - بيروت عدد الأجزاء: 4 مصدر الكتاب: وزارة الأوقاف المصرية وأشاروا إلى جمعية المكثر الإسلامي [ملاحظات بخصوص الكتاب] 1- موافق للمطبوع 2- معنون 3- مشكل 4 - غير مقابل 5- في التعليق حكم الألباني-قال الألباني: صحيح. * المستدرك على الصحيحين ج 4 ص 567 حديث نمبر: 8592 المؤلف : محمد بن عبد الله أبو عبد الله الحاكم النيسابوري الناشر : دار الكتب العلمية - بيروت الطبعة الأولى ، 1411 - 1990 تحقيق: مصطفى عبد القادر عطاء عدد الأجزاء : 4 مع الكتاب : تعليقات الذهبي في التلخيص - تعليق الذهبي في التلخيص : سكت عنه الذهبي في التلخيص

7- اصل روایت اس طرح ہے جس کو بیہقیؒ نے دلائل النبوة میں، حضرت عبد اللہ ابن مبارکؒ نے کتاب الزهد والرتاق میں اور ابن سعد نے طبقات کبریٰ میں نقل کیا ہے:

أخبرنا عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، قال: بلغنا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول : « يكون في أمي رجل يقال له : صلة بن أشيم، يدخل الجنة بشفاعته كذا وكذا (دلائل النبوة للبيهقي ج 7 ص 199 حدیث نمبر: 2665 المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الحُسْرُو جردی الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى : 458هـ) مصدر الكتاب : موقع جامع الحديث [الكتاب مرقم آليا غير موافق للمطبوع] إعداد البرنامج وتركيبه : المفتي محمد عارف بالله القاسمي * الزهد ويليهِ الرقائق ج 1 ص 297 المؤلف : عبد الله بن المبارك بن واضح المرزوي أبو عبد الله الناشر : دار الكتب العلمية - بيروت تحقيق : حبيب الرحمن الأعظمي عدد الأجزاء : 1 * الطبقات الكبرى ج 7 ص 137 المؤلف : أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء ، البصري ، البغدادي المعروف بابن سعد (المتوفى : 230هـ) الخقق : إحسان عباس الناشر : دار صادر - بيروت الطبعة : 1 - 1968 م عدد الأجزاء : 8

☆ مگر یہ روایت متصل نہیں ہے، بلکہ عبد الرحمن بن یزید بن جابر کے بلاغات میں سے ہے، یعنی ان تک یہ روایت پہنچی ہے، پہنچانے والے راویوں کے نام معلوم نہیں ہیں، جیسا کہ خود روایت سے ظاہر ہے۔

☆ دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت میں صلہ سے مراد رابطہ یا سنگم نہیں ہے (جیسا کہ حضرت مولانا زید ابوالحسن فاروقی مجددیؒ نے اس کا ترجمہ کیا ہے (دیکھئے: مقامات خیر ص ۵۶، ۵۷) بلکہ یہ ایک شخص کا نام ہے، جیسا کہ خود روایت میں ولدیت کے ساتھ ان کا نام آیا ہے، ان کا پورا نام "ابو الصہباء صلیہ بن اشیم العدوی" ہے، ابو الصہباء کنیت ہے، یہ قبیلہ بنو عدی سے تعلق رکھتے تھے، اور بصرہ کے رہنے والے تھے، اکابر تابعین میں سے ہیں، امام بخاریؒ، ابن ابی حاتم اور ابن حبان وغیرہ نے ان کا تذکرہ تابعین میں کیا ہے، جبکہ ابن شہین اور سعید بن یعقوب نے ان کو زمرہ صحابہ میں شمار کیا ہے، بڑے متقی اور صاحب کرامات بزرگ تھے، کتب تاریخ و روایات میں ان کی کئی کرامات نقل کی گئی ہیں، مثلاً:

☆ ایک جنگ میں ان کا گھوڑا مر گیا، انہوں نے اللہ پاک سے دعا مانگی کہ پروردگار! راستے میں مجھے کسی کا دست نگر اور منت کش احسان نہ بنا، ان کی اس دعا سے وہ گھوڑا زندہ ہو گیا، آپ نے زین کسا اور اس پر سوار ہو کر گھر پہنچ گئے، گھر میں اپنے صاحبزادے سے کہا کہ گھوڑا کا زین نکال دو، وہ میں نے کسی سے عاریت پر لیا تھا، زین نکالتے ہی گھوڑا گر پڑا اور مر گیا۔

☆ ایک بار کسی جنگل میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شیر غراتا ہوا آیا، وہ شاید بھوکا تھا، لیکن آپ اطمینان سے نماز پڑھتے رہے، سلام کے بعد آپ نے شیر سے کہا کہ روزی کہیں اور جا کر تلاش کرو، وہ شیر واپس چلا گیا۔

دوسری حدیث روضۃ قیومیہ میں وارد ہے کہ:
یبعث رجل علی احد عشر مائة سنة هو نور عظیم اسمہ
اسمی بین السلطانین الجابریں ویدخل الجنۃ جالالاً الوفاً^۸
ترجمہ: گیارہویں صدی کے شروع میں دو جابر بادشاہوں کے درمیان ایک
شخص بھیجا جائے گا، وہ میرا ہم نام ہو گا اور اس کا نور عظیم الشان ہو گا، اور
ہزاروں آدمیوں کو اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا۔

ان کا وصال عراق پر حجاج کی گورنری کے ابتدائی ایام میں ۱۹۳ھ/ ۶۹۳ء میں ہوا، غالباً کابل میں قتل
کئے گئے، بعض مؤرخین کی رائے ہے کہ یزید بن معاویہ کی خلافت کے زمانے میں انہوں نے انتقال فرمایا، جب کہ بعض
اہل تاریخ کا بیان ہے کہ وہ بھستان میں ۳۵ھ/ ۶۵۵ء میں شہید کئے گئے، اس وقت ان کی عمر ایک سو تیس (۱۳۰) سال
تھی، گویا کہ انہوں نے جاہلیت کا عہد بھی پایا تھا۔

آپ کی اہلیہ کا نام معاذہ بنت عبد اللہ العدویہ (م ۸۳ھ/ ۶۰۲ھ) تھا، وہ بھی بڑی زاہدہ اور عابدہ خاتون تھیں
، وہ تابعات میں سے ہیں، بخاری و مسلم وغیرہ میں ان کی روایات آئی ہیں (جامع العلوم والحکم بشرح خمسن
حدیثا من جوامع الکلم ج 38 ص 28 المؤلف: ابن رجب الحبلی الخقق: ماہر یاسین فحل، وقد
جعل تحقیقہ للکتاب مجانا فجزاه اللہ خیرا مصدر الکتاب: موقع صید الفوائد إعداد البرنامج: المفتی
محمد عارف بالله القاسمی* الإصابة فی معرفة الصحابة ج 2 ص 50 المؤلف: أبو الفضل أحمد بن
علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (المتوفی: 852ھ* الوافی بالوفیات ج 5 ص 252
المؤلف: صلاح الدین خلیل بن أییک الصفدی (المتوفی: 764ھ* ثقات ابن حبان ج 4 ص
383 المؤلف: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن معبد، التمیمی، أبو حاتم، الدارمی،
البستی (المتوفی: 354ھ) مصدر الکتاب: موقع یعسوب)

^۸-(حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیہ ج ۱ ص ۲۹ مترجم مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ
پنجاب)

روضۃ القیومیہ میں یہ روایت جامع الدرر کے حوالے سے نقل کی گئی ہے، مگر حدیث کی کسی کتاب میں یہ
روایت مجھے نہیں ملی، بظاہر یہ بے اصل معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ سن کی تعیین کے ساتھ کوئی پیش گوئی صحیح روایات میں
منقول نہیں ہے۔ لگتا ہے کہ امام مہدی کی روایات کے ساتھ خلط کیا گیا ہے۔

آپ کی نسبت اولیاء سابقین کی بشارتیں

حضور غوث پاک کا ارشاد

روضہ قیومیہ میں دیگر کتب معتبرہ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت غوث پاک اعظمؒ کسی جنگل میں مراقبہ فرما رہے تھے، کہ یکایک ایک نور آسمان سے ظاہر ہوا، اس سے تمام عالم منور ہو گیا، اور القاء ہوا کہ پانچ سو (۵۰۰) سال کے بعد جب کہ عالم میں شرک و بدعت پھیل جائے گی، ایک بزرگ و حید امت پیدا ہو گا اور دنیا سے شرک و الحاد کے نام کو نابود کر دے گا، دین محمدی کو نئے سرے سے تازگی بخشنے گا، اس کی صحبت کیمیائے سعادت ہوگی، اس کے صاحبزادے اور خلفاء بارگاہ احدیت کے صدر نشین ہوں گے۔

اس کے بعد آپ نے اپنے خرقہ کو خاص اپنے کمالات سے مملو کر کے اپنے صاحبزادہ سید تاج الدین عبدالرزاقؒ کو تفویض کیا، اور ارشاد فرمایا کہ جب ان بزرگ کا ظہور ہو یہ ان کے حوالہ کرنا، اس وقت سے صاحبزادہ صاحب کی اولاد میں وہ خرقہ یکے بعد دیگرے اسی طرح سپرد ہوتا رہا، حتیٰ کہ ۱۰۱۳ھ / ۱۶۰۴ء میں حضرت پیران پیر کے پوتے سید شاہ سکندر قادریؒ نے آپ کے حوالے کیا، جس کا مفصل بیان آگے آئے گا۔⁹

حضرت شیخ احمد جامؒ کا ارشاد

مقامات شیخ الاسلام احمد جام¹⁰ میں مذکور ہے کہ شیخ قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا،

⁹ - حدیث محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیہ ج ۱ ص ۳۲ مترجم مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر مطبع بلیئر پریس ریاست فرید کوٹ

پنجاب

¹⁰ - آپ کا اسم گرامی احمد النامقی، کنیت ابو نصر احمد بن ابی الحسن اور لقب شیخ الاسلام ہے، صحابی رسول حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؒ (سال اسلام ۱۰ھ) کی نسل سے ہیں، ولادت ۲۱ھ مطابق ۶۰۴ء میں ہوئی، بالکل امی تھے، بائیس (۲۲)

کہ میرے بعد سترہ (۱۷) آدمی میرے ہم نام ہونگے، ان سب کے آخر کے صاحب جو مجھ سے چار سو (۴۰۰) سال بعد پیدا ہونگے، سب سے افضل ہونگے، شیخ کے فرزند شیخ ظہور الدین نے اپنی کتاب "رموز العاشقین" میں لکھا ہے، کہ اخیر عمر تک میرے باپ کے ہاتھ پر چھ (۶) لاکھ آدمیوں نے بیعت کی تھی، میں نے ان سے عرض کیا کہ اکثر مشائخ کے حالات کتابوں میں مرقوم ہیں، مگر آپ کے حالات سب سے ممتاز ہیں، آپ نے فرمایا، چار سو (۴۰۰) سال بعد ایک بزرگ میرا ہم نام پیدا ہوگا، اس کے حالات مجھ سے کہیں افضل اور مثل اصحاب کبار ہونگے¹¹۔

حضرت مولانا جامی گار شاد

نجات الانس میں مولانا جامیؒ (م ۸۹۸ھ مطابق ۱۴۹۳ء) نے بھی شیخ احمد جام گاندکوریہ بالا مقولہ نقل کیا ہے، اور شیخ کی سن وفات ۶۰۰ھ (تقریباً مطابق ۱۲۰۴ء) تحریر کی ہے، چونکہ حضرت امام ربانیؒ کا ظہور ۱۰۰۰ھ (۱۵۹۲ء) میں ہوا، جو زمانہ شیخ سے پورا چار سو (۴۰۰) سال

سال کی عمر میں توبہ کی توفیق ملی، توبہ کے بعد پہاڑ پر چلے گئے، اور اٹھارہ (۱۸) سال مسلسل ریاضت کی، چالیس (۴۰) کی عمر میں رشد و ہدایت کا کام شروع کیا، بڑے صاحب کرامات و تصرفات بزرگ تھے، آپ پر علم لدنی کے دروازے کھول دیئے گئے تھے، باوجود امی ہونے کے تین سو (۳۰۰) محققانہ تصانیف یادگار چھوڑیں، چھ لاکھ لوگوں نے آپ کے دست حق پر بیعت توبہ کی، اللہ پاک نے آپ کو انتالیس (۳۹) بیٹے اور تین (۳) بیٹیاں عطا فرمائی تھیں، آپ کے انتقال کے بعد صرف چودہ (۱۴) لڑکے اور تین بیٹیاں زندہ تھیں، اور یہ چودہ لڑکے سب کے سب عالم، کامل اور صاحب تصنیف ہوئے، آپ کا وصال ۵۳۶ھ مطابق ۱۱۴۱ء میں ہوا (نجات الانس للجامی ص ۹۵۳ تا ۶۰۱، مترجمہ: شمس بریلوی، مکتبہ الحسنات دہلی، ۲۰۱۰ء)

¹¹۔ حضرات القدس ج ۲ ص ۱۹ مؤلفہ حضرت مولانا بدر الدین سرہندیؒ، محکمہ اوقاف پنجاب لاہور، ۱۹۷۱ء۔

بعد ہے، لہذا ثابت ہوا کہ وہ بزرگ آپ ہی ہیں¹²۔

حضرت خلیل اللہ بد خشتیؒ کا الہام

مقامات شیخ خلیل اللہ بد خشتیؒ میں مذکور ہے کہ شیخ نے ایک روز فرمایا، سبحان اللہ، سلسلہ خاندان نقشبند میں ایک عزیز افضل ترین اولیاء امت ملک ہند میں پیدا ہونے والے ہیں، اس سے شرف ملاقات نہ ہونے کا بڑا افسوس ہے، انہوں نے ایک خط بطور عرضداشت آپ کے نام تحریر کیا اور اپنے خلیفہ خواجہ عبدالرحمن بد خشتیؒ کو دیا، جو ۱۰۲۲ھ (مطابق ۱۶۱۳ء) میں آپ کے حضور پیش کیا گیا، اس میں آپ سے دعا کے لئے استدعا کی گئی تھی، آپ نے ملاحظہ فرما کر ان کے لئے دعا فرمائی اور کہا کہ شیخ خلیل اللہ کا مقام کبار اولیاء امت میں نظر آتا ہے¹³۔

دیگر مشائخ کرام کے الہامات

☆ حضرت شیخ سلیم بن بہاء الدین چشتی¹⁴ (ولادت ۸۸۲ھ / ۱۴۷۹ء یا ۱۴۷۷ھ / ۱۴۷۲ء - وفات ۲۹ / رمضان المبارک ۹۷۹ھ / مطابق ۲۳ / فروری ۱۵۷۲ء)، شیخ نظام

¹²۔ بلاشبہ نجات الانس میں حضرت شیخ احمد الجامیؒ کے حالات میں شیخ احمد کی آمد کی پیش گوئی موجود ہے، بلکہ اس میں خرقہ کی سپردگی کا بھی ذکر ہے، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت صدیق اکبرؓ کا خرقہ تھا جو بطور میراث ان تک منتقل ہوتا چلا آیا تھا۔ مگر وہاں شیخ کی وفات کے چار سو (۴۰۰) سال بعد نہیں بلکہ چند سال بعد کا ذکر ہے، علاوہ یہ بھی صراحت موجود ہے کہ حضرت شیخ جامؒ کے وصال کے چند سال بعد ایک احمد نامی نوجوان بزرگ تشریف لائے اور حسب وصیت حضرت کار کھا ہو خرقہ ان کے سپرد کیا گیا، یعنی وہی احمد اس پیش گوئی کے مصداق تھے۔ نہ کہ چار سو سال بعد والے احمد سر ہندی (دیکھئے نجات الانس للجامی ص ۹۵۴، مکتبہ الحسنات دہلی، ۲۰۱۰ء)۔

¹³۔ روضۃ القیومیہ ص ۴۳ ماخوذ از حضرت مجدد الف ثانی ص ۳۹۹ مؤلفہ حضرت مولانا شاہ زوار حسینؒ

¹⁴۔ آپ حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر کی اولاد میں ہیں، برصغیر میں شیخ سلیم کے نام سے مشہور تھے، لیکن عرب و عراق میں شیخ الہند کے نام سے آپ کو شہرت حاصل ہوئی تھی، والد کا اسم گرامی بہاء الدین اور والدہ کابی بی بی احد تھا، آپ کی ولادت دہلی میں معارج الولاہیت کے مطابق ۸۸۲ھ / ۱۴۷۹ء اور اخبار الانبیاء کے مطابق ۸۷۷ھ / ۱۴۷۲ء میں ہوئی

نارنولی¹⁵ (م ۹۹۹ / ۱۵۹۱ء)، اور شیخ عبداللہ سہروردی^{۱۶} اور دیگر اکابر اولیائے ہند کی خدمت میں لوگ حاضر ہو کر اکبر بادشاہ کی بددینی اور گمراہی کی شکایت کرتے اور ترقی اسلام کے لئے دعا کے خواستگار ہوتے تھے، یہ اولیاء وقت جب توجہ باطنی فرماتے تو الہام ہوتا کہ عنقریب ایک امام وقت اور مجدد اسلام کا ظہور ہو گا، وہ سب بددینی اور ضلالت کو رفع فرمائے گا، اور قیامت تک اس کا نور باقی رہے گا¹⁶۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا ارشاد

حضرت مخدوم عبدالاحدؒ کی بیعت کے وقت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ (م ۲۳ / جمادی الثانی۹۴۴ھ مطابق ۱۵۳۷ء) نے فرمایا، کہ آپ کی پیشانی میں ایک ولی برحق کا نور جلوہ گر ہے، اس سے شرق و غرب روشن ہونگے، بدعت و ضلالت دور ہوگی، میں اگر اس وقت تک زندہ رہا تو وسیلہ قرب الہی گردانوں گا¹⁷۔

ملک العلماء شیخ مجد الدین سے کتب درسیہ کی تعلیم حاصل کی، بڑے صاحب کشف و کرامات تھے، شہنشاہ اکبر آپ کا معتقد تھا، آپ کا وصال ۲۹ / رمضان المبارک ۹۷۹ھ مطابق ۲۳ / فروری ۱۵۷۲ء کو ہوا، فتح پور سیکری میں مدفون ہیں (خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۳۶۲ تا ۳۶۴ مؤلفہ مفتی غلام سرور)

¹⁵۔ آپ شیخ خانوگوالیری (م ۹۴۰ھ / ۱۵۳۳ء - خلیفہ خواجہ حسین ناگوری) کے خلیفہ خاص تھے، ہر سال نارنول سے پا پیادہ چل کر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر حاضر ہوتے تھے، چالیس سال تک خلق خدا کی روحانی خدمت کی، آپ پر ہمیشہ ذوق اور وجد طاری رہتا تھا، اللہ پاک نے بڑی قبولیت سے نوازا تھا، آپ کی وفات ۹۹۹ھ / ۱۵۹۱ء میں ہوئی (خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۳۸۲، ۳۸۳ مؤلفہ مفتی غلام سرور)

¹⁶۔ حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۳۲ تا ۳۴ مترجم مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر مطبع بلیئر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب

¹⁷۔ حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۳۳ مترجم مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر مطبع بلیئر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب

منجمین کی پیش گوئی

روضہ قیومیہ میں مفصل مندرج ہے کہ ۱۷۹۹ء (مطابق ۱۲۱۳ھ) میں نواب خان اعظم (اکبر کارضاعی بھائی مرزا عزیز کوکہ) رکن سلطنت (جو اسلام کی زبوں حالی سے بہت فکر مند تھے) کے دربار میں نجومی جمع ہوئے، اور بالاتفاق سب نے یہ کہا کہ تین دن سے ایک ستارہ طلوع ہو رہا ہے جو حضور سرور عالم ﷺ کے زمانہ سے آج تک کبھی نہ نکلا تھا، اس کے بعد یہ نتائج ظاہر ہونگے کہ کوئی مرد خدا اسلام کو دوبارہ تازگی بخشنے گا (چنانچہ نواب خان اعظم کو ایسے مرد خدا کے ظہور کا شدت سے انتظار رہا، اور بالآخر حضرت مجددؑ کی زیارت و صحبت کی سعادت انہیں حاصل ہوئی) ¹⁸۔

ارکان سلطنت کے خواب

ارکان سلطنت اکبری - شیخ سلطان ¹⁹ (م ۲ / جمادی الثانیہ ۱۰۰۷ھ مطابق یکم جنوری ۱۵۹۹ء)، خان اعظم، مدارالمہام سید صدر جہاں نے چند خواب اس بارے میں دیکھے، ان کی

¹⁸ - حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۳۵، ۳۶ مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب

¹⁹ - بادشاہ اکبر کے بڑے مقرب اور علاقہ تھانیسر کے حاکم تھے، کتب تاریخ میں حاجی سلطان تھانیسری کے نام سے مشہور ہیں، اپنے زمانے کے ممتاز علماء و فضلاء میں تھے، حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ سے بھی مشرف تھے، علوم نقلیہ میں کافی دسترس حاصل تھی، چار سال کی مدت میں بادشاہ کے حکم پر آپ نے مہابھارت کا فارسی ترجمہ "رزم نامہ" کے نام سے کیا تھا، بادشاہ آپ کا بڑا قدر دان تھا، اس نے آپ کو تھانیسر اور کرنال کا کروڑی بنا دیا تھا، کچھ عرصہ بعد تھانیسر کے ہندوؤں نے بادشاہ سے شکایت کی کہ آپ گاؤ کشی کے جرم کے مرتکب ہوئے ہیں، بادشاہ نے اس جرم میں آپ کو سندھ جلاوطن کر دیا، پھر عبدالرحیم خان خاناں کی سفارش پر دوبارہ اسی عہدہ پر تھانیسر میں بحال کر دیئے گئے، لیکن پھر کسی جرم میں ان کو ماتخذ کر کے سزائے موت کا حکم جاری کیا، چنانچہ ۲ / جمادی الثانیہ ۱۰۰۷ھ مطابق یکم جنوری ۱۵۹۹ء میں آپ کو پھانسی دے دی گئی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مخدوم عبدالاحدؒ کا کشف

حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہ العزیز (م ۱۷/ رجب ۱۰۷۰ھ مطابق ۳/ فروری ۱۵۹۸ء) آپ کے والد ماجد نے ایک روز مراقبہ میں دیکھا کہ عالم میں تاریکی پھیل گئی ہے، غوک، بند اور ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں، ایک نوران کے سینہ سے نکلا جس سے جہان روشن ہو گیا، اور برقِ خاطر نے نکل کر سب درندوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ پھر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تخت پر کوئی بزرگ مسند نشین ہیں، اس کے چاروں طرف بہت سے نورانی آدمی اور ملائک مودب کھڑے ہیں، ملحدوں، زندیقوں، ظالموں، اور جابروں کو ان کے حضور میں پیش کر کے بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں، اور منادی ندا دے رہے ہیں:

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا²²

ترجمہ: حق آیا اور باطل پامال ہوا اور باطل پامال ہونے ہی کے لائق ہے۔

آپ نے یہ واقعہ حضرت شاہ کمال کیتھلی²³ (ولادت ۱۸۹۵ھ/ ۱۴۸۹ھ - وفات ۱۹/ جمادی الثانیہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۶/ اکتوبر ۱۹۶۳ء) سے عرض کیا، آپ نے توجہ الی اللہ کر کے فرمایا

²²-الاسراء: ۸۱

²³-امام العارفین، سلطان الاوتاد، قدوة السالکین، حجة العاشقین حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری ۱۸۹۵ھ/ ۱۴۸۹ء میں بغداد میں پیدا ہوئے، آپ کا سلسلہ نسب بارہویں پشت میں حضرت غوث اعظمؒ سے مل جاتا ہے، والد گرامی کا نام سید حاجی عمر تھا، آپ مادرزاد ولی تھے، علم ظاہر و وقت کے اکابر علماء سے حاصل کیا، علم ظاہر سے فراغت کے بعد علم باطن کے لئے حضرت شاہ فضیل قادریؒ سے رجوع کیا، اور خرقہ خلافت حاصل کیا، پھر ریاضات و مجاہدات میں مشغول رہے، اور برسوں سمرقند، بخارا، روم و ایران، مصر و فلسطین، اور عراق و حجاز کے بیابانوں اور جنگلوں میں اوراٹلی و سسلی، الجزائر و قبرص کی سنگلاخ پہاڑیوں میں گشت لگاتے رہے۔

پیر طریق کے ساتھ سیر و سیاحت کرتے ہوئے کئی بار سعادت حج سے سرفراز ہوئے، پھر پیر و مرشد کے حکم پر ہندستان تشریف لائے، غالباً آپ شہنشاہِ بابر کے آخری ایام میں آئے، ہندستان میں آپ کی آمد کا زمانہ ۱۵۹۲ء مطابق

کہ آپ کو ایک فرزند گرامی پیدا ہو گا جو افضل اولیاء وقت ہو گا، اس کے نور سے شرک و بدعت کی تاریکی دور اور دین محمدی کو روشنی اور فروغ حاصل ہو گا²⁴۔

اکبر بادشاہ پر ایک جعلی کتاب کا نزول اور مجدد اسلام کی ضرورت

اکبر بادشاہ (م ۱۶۰۵ء) کے عہد میں جس قدر کفر و الحاد کو فروغ اور شرع اسلام کو ضعف اور انحطاط ہو گیا تھا، وہ محتاج بیان نہیں، دربار کا آداب سجدہ تھا، اور بادشاہ کے مہر خاص کا سجدہ تھا جل جلال اکبر "اور دوسری مہر تھی "ما اکبر شانہ تعالیٰ"،

ایک دن وزیر سلطنت ابوالفضل²⁵ (ولادت ۹۵۸ھ / ۱۵۵۱ء - وفات ۱۰۱۱ھ مطابق ۱۶۰۲ء) نے عربی زبان میں ایک کتاب بادشاہ کو لاکر دی، اور کہا کہ آسمان سے آپ کے واسطے فرشتہ لایا ہے، تاکہ آپ اس پر عمل کریں، چنانچہ اس کتاب کی ایک آیت یہ بھی تھی:

يَا أَيُّهَا الْبَشَرُ لَا تَذْبِحُوا الْقُرْآنَ، وَأَنْ تَذْبِحُوا الْبَقَرَ فَمَا وَكَّ السَّعْرُ "

۱۵۲۰ء ہے، اول اول ٹھٹھہ میں قیام فرمایا جو کہ علم و ادب، تہذیب و تمدن اور فنون لطیفہ کا مرکز تھا، اس سفر میں آپ کے ہمراہ حضرت شکر اللہ شیرازی، حضرت سید شاہ عبداللہ، اور حضرت شاہ مبین تھے، آخر الذکر دونوں بزرگ حضرت غوث اعظم کی اولاد میں ہیں، ان دونوں کے مزارات ٹھٹھہ میں ہے، یہاں آپ نے تقریباً دو سال قیام فرمایا، اس کے بعد آپ ملتان تشریف لائے، پھر لدھیانہ اور سرہند ہوتے ہوئے بالآخر کینٹھل پہنچے اور یہیں مستقل مقیم ہو گئے، یہاں بے شمار خلق خدا نے آپ سے فیض پایا، آپ کے خلفاء کی بڑی تعداد ہے، آپ کی وفات ۱۹ جمادی الثانیہ ۹۸۱ھ مطابق ۱۶/ اکتوبر ۱۵۷۳ء کو ہوئی، مزار کینٹھل میں واقع ہے، جو مشرقی پنجاب میں ضلع کرنال کی ایک تحصیل ہے (تذکرہ مشائخ قادریہ ص ۱۳۱ تا ۱۳۸ مولدہ مولانا محمد دین کلیم قادری، ناشر مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ لاہور، ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء)

²⁴ - حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۳۳ تا ۳۴ مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبلیہ پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب۔

²⁵ - ابوالفضل ۹۵۸ھ / ۱۵۵۱ء میں آگرہ میں پیدا ہوا، یہ شیخ مبارک ناگوری کا بیٹا ہے، یہ شیعہ تھا، اپنے بڑے بھائی فیضی کے ذریعہ دربار میں پہنچا اور اپنی ذہانت کی بدولت جلد ہی بادشاہ کا منظور نظر بن گیا، اکبر نامہ اور آئین اکبری لکھی، ۱۰۱۱ھ مطابق ۱۶۰۲ء میں قتل ہوا (حضرت مجدد الف ثانی ص ۱۵۷ حاشیہ مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحب)

ترجمہ: اے بشر! گائے کو ذبح مت کرو، اور جو تو کرے گا تو ٹھکانہ تیرا جہنم ہوگا²⁶۔
یہ وہ حالات تھے جب شخصی طاقتیں بادشاہی مقابلہ سے عاجز تھیں، امداد غیبی کا ہر
کس و ناکس کو انتظار تھا اور امام وقت اور مجدد اسلام کے لئے سب چشم براہ تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت کا بیان

لکھ اے قلم خوشی سے ولادت جناب کی

قیوم وقت ، شاہ ولایت مآب کی

غوث زمان و قطب وجود و امام دہر

سرتاج اولیاء شہ گردوں قباب کی²⁷

تشریف لائیے شہ کون و مکاں شباب

راہیں بتائیے ہمیں صدق و ثواب کی

مشہور ہے کہ ۱۰ / محرم ۱۷۹۹ھ (مطابق ۶ / ستمبر ۱۵۶۳ء) شب جمعہ کو ایک نور عالم

تاب آسمان سے ظاہر ہوا، جس کا تمام خلقت نے مشاہدہ کیا، اسی تاریخ میں آپ نے شکم مادر

بزرگوار میں قرار پکڑا، عالم میں سرسبزی کے آثار نمودار ہوئے، ارکان دین استوار ہوئے،

زمین و آسمان میں غلغلہ نشادمانی بلند ہوا، اور خطہ ہند اس اعزاز سے ارجمند ہوا:

²⁶ - حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۲۷، ۲۸ مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست

فریدکوٹ پنجاب۔

²⁷ - قباب قبۃ کی جمع ہے، چوٹی کے معنی میں، ہندی میں کلس کہتے ہیں، قباب میں قاف پر زیر ہے، پیش نہیں۔

نظم

شور تھا ہر سو کہ شاہ خوش خصال آنے کو ہے
گلشن پیغمبری کا نونہال آنے کو ہے

ہے مجد الف ثانی جس کا قطبوں میں خطاب

وہ امام حق بصد جاہ و جلال آنے کو ہے

دور کرنے کو جہاں سے شرک کی تاریکیاں

نور محبوب خدائے ذوالجلال آنے کو ہے

آن کر وہ نور سنت ہر طرف پھیلائے گا

نائب برحق نبیؐ بے مثال آنے کو ہے

اے صبا گر ہو گذر اس شاہ کے دربار میں

کہیو خدمت میں فقیر پر ملال آنے کو ہے

نو (۹) ماہ چار (۴) روز گزرنے کے بعد اس آفتاب جاہ و جلال، انوار ذوالجلال، حامی

بدعت نے بوقت مسعود شب جمعہ کو بتاریخ ۱۴ / شوال المکرم ۱۴۱۹ھ (مطابق ۲۶ / جون

۱۵۶۴ء) برج حمل سے مطلع شاہ سرہند میں طلوع فرمایا، اور اپنے انوار جہاں آراء سے عالم و

عالمیان کو منور کیا، ہر گل و غنچہ پر نور تھا اور ہر شگوفہ و بوٹا عکس طور تھا:

نظم

نور چشم مرتضیٰ پیدا ہوئے

جس کے تھے مشتاق سب شیخ و صبی

حامی شرع متیں پیدا ہوئے

نائب خیر الوریٰ پیدا ہوئے

آج وہ پیدا ہوئے حق کے ولی

حیٰ احکام دیں پیدا ہوئے

ہے وہ ذات احمدی ابرار حق
 صدق صدیقی ہے ان سے پر ضیا
 اور عثمانی ضیاء کا ہے ظہور
 مصدر انوار پاک مصطفیٰ
 ان سے ہر سو ہو گئے روشن نجوم
 ان کے آتے ہی ضلالت کا نشان
 جس سے ہیں پر نور یہ چودہ طبق
 عدل فاروقی میں آیا انجلا
 علیؑ کا ہر طرف پھیلا ہے نور
 ہیں وہ بے شک سایہ خاص خدا
 قال صلی اللہ صحابی کا نجوم
 مٹ گیا دنیا سے بے ریب و گماں

زمانہ طفولیت

بمتابعت آنحضرت ﷺ آپ مختون پیدا ہوئے، آپ عام بچوں کی طرح کبھی گریہ وزاری نہ فرماتے، ہر وقت خندہ پیشانی سے رہتے، کبھی آپ برہنہ نہ ہوتے، آپ کا بدن یا کپڑا کبھی نجس نہ ہوتا۔

حضرت شاہ کمال کیتھلی کے حضور

ایک مرتبہ آپ زمانہ رضاعت میں علیل ہو گئے، آپ کے والد ماجد حضرت سید شاہ کمال کیتھلی کو آپ کے اوپر دعا و دم کرانے کی غرض سے بلا کر لائے²⁸، انہوں نے آپ کو ملاحظہ فرمایا، اور جوش میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے، یہ عالم باعمل اور عارف کامل بنے گا اور بہت سے بزرگ آپ اور مجھ جیسے اس کے دامن عافیت میں مستفید ہوں گے، تا قیامت اس کا نور روشن رہے گا، اکثر اولیاء امت اس کی ولادت باسعادت کی خبر دے گئے ہیں، باخبر

²⁸- مقامات خیر ص ۴۰ مؤلفہ حضرت شاہ زید ابوالحسن فاروقی مجددی میں اسی طرح ہے، البتہ اس میں یہ ہے کہ حضرت شاہ کمال اچانک خود ہی تشریف لے آئے تھے، لیکن روضۃ القیومیۃ (ص ۴۵) میں لکھا ہے کہ آپ کو حضرت شاہ کمال کی خدمت میں لے جایا گیا تھا۔

بزرگ اس کے ظہور کے منتظر اور چشم براہ تھے، اس کے بعد شاہ صاحب نے اپنی زبان مبارک آپ کے دہن مبارک محبت سے دے دی، آپ نے بہت زور سے اس کو چوسا، شاہ صاحب نے فرمایا کہ طریقہ قادریہ کی تمام نعمت اس کو پہنچ گئی²⁹۔

علم شریعت اور اپنے والد ماجد سے استفادہ

ابتداءً آپ نے کلام اللہ شریف حفظ کرنا شروع کیا، تھوڑے ہی عرصہ میں آپ حافظ ہو گئے، پھر آپ نے اپنے والد ماجد سے علم ظاہر کی تحصیل شروع کی، ابواب فتح و کشائش آپ پر مفتوح ہو گئے، تحقیق کا مادہ پیدا ہوا، اور آپ مسائل متکلمہ بآسانی حل فرمانے لگے، چند ہی روز میں کتب ضروریہ کے درس سے آپ فارغ ہو گئے، اور دلکش عبارات سے بعض کتب پر حاشیے تحریر فرمائے³⁰۔

آپ کے دیگر اساتذہ اور طریقہ کبریہ کی اجازت

بعدہ علماء فحول مولانا کمال الدین کشمیری^(م ۱۰۱۷ھ / ۱۶۰۸ء)³¹ سے سیالکوٹ جا کر عضدی وغیرہ چند کتب مشککہ کا درس لیا۔

²⁹ - حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۴۵، مؤلفہ خواجہ کمال الدین، مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب۔

³⁰ - حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۴۶ مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب۔

³¹ - حضرت مولانا کمال کشمیری^{رحمۃ اللہ علیہ} علم ظاہر و باطن دونوں میں اسم با مسمیٰ تھے، اپنے زمانہ کے اکابر علماء میں تھے، سیالکوٹ اور لاہور میں عرصہ تک آپ کا درس جاری رہا، حضرت مجدد الف ثانی^{رحمۃ اللہ علیہ}، مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی^{رحمۃ اللہ علیہ}، اور علامہ سعد اللہ^{رحمۃ اللہ علیہ} (وزیر شاہ جہاں بادشاہ) جیسے اکابر آپ کے ممتاز تلامذہ ہوئے (حضرت مجدد الف ثانی^{رحمۃ اللہ علیہ} ص ۵۳ احاشیہ مؤلفہ حضرت مولانا ذوار حسین شاہ صاحب^{رحمۃ اللہ علیہ})

☆ کشمیر میں شیخ یعقوب صیرفی³² (ولادت ۹۲۸ھ مطابق ۱۵۲۲ء - وفات ۱۲/ ذی قعدہ ۱۰۰۳ھ مطابق ۱۸/ جولائی ۱۵۹۵ء) سے جو قطب وقت شیخ حسین خوارزمیؒ کے خلیفہ تھے، (اور حرین شریفین کے بڑے بڑے نامور محدثین مثلاً: امام ابن حجر مکیؒ، عبدالرحمن بن فہد مکیؒ وغیرہ سے مستفید تھے، نامور محدث اور سلسلہ کبرویہ کے مقتدا اور پیشوا تھے) سے آپ نے کتب حدیث پڑھ کر سند حدیث اور اجازت طریقت کبرویہ سہروردیہ حاصل فرمائی³³۔

☆ قاضی بہلول بدخشانیؒ تلمیذ شیخ الحدیث والمحدثین عبدالرحمن بن فہد مکیؒ (جن کا گھرا بآء عن جد صدیوں سے بیت الحدیث تھا) سے تفسیر واجدی مع دیگر مؤلفات واجدی و تفسیر بیضاوی مع دیگر مصنفات قاضی بیضاویؒ، صحیح بخاری مع متعلقات وثلاثیات وغیرہ، مشکوٰۃ شریف، ترمذی شریف مع شمائل ترمذی، جامع صغیر سیوطیؒ، قصیدہ بردہ، اور حدیث مسلسل بالاولیۃ کی اجازت حاصل فرمائی، سترہ (۱۷) سال کی عمر میں آپ فارغ التحصیل ہو گئے، اور بشارت ہوئی کہ آپ طبقہ محدثین میں داخل کئے گئے، اس کے بعد آپ مسند ہدایت پر متمکن ہوئے، مختلف ممالک سے صد ہا طلبہ جوق در جوق آنے شروع ہو گئے، رات دن درس و تدریس کا مشغلہ تھا،

³²۔ حضرت مولانا یعقوب کشمیریؒ کے والد ماجد خواجہ حسن عاصمیؒ کشمیر کے امراء سلطنت میں تھے، شیخ یعقوبؒ کی ولادت ۹۲۸ھ مطابق ۱۵۲۲ء میں ہوئی، حفظ قرآن اور تحصیل علوم کے بعد علم باطن کے لئے سمرقند حضرت شیخ حسین خوارزمیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، شیخ نے آپ کو بعد تکمیل خرقہ خلافت عطا فرما کر کشمیر رخصت کر دیا، پھر اکبر بادشاہ کے دربار میں پہنچے، بعد ازاں حرین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے، بکثرت کتابیں تصنیف کیں، بروز جمعرات ۱۲/ ذی قعدہ ۱۰۰۳ھ مطابق ۱۸/ جولائی ۱۵۹۵ء کو وصال فرمایا (حضرت مجدد الف ثانیؒ ص ۱۵۳ حاشیہ مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحب)

³³۔ حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۴۷ مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب۔

اور حلقہ حدیث و تفسیر گرم رہتا تھا، آپ کی درسگاہ سے بہت لوگ فارغ التحصیل ہوئے³⁴۔

سفر اکبر آباد

اسی اثناء ایک دو مرتبہ دارالخلافہ اکبر آباد (موجودہ آگرہ، جو اس دور میں پورے ملک کا دارالحکومت تھا) بھی جانا ہوا، وہاں فیضی³⁵ (ولادت ۹۵۲ھ / ۱۵۴۷ء - وفات ۱۰۱۱ھ / صفر ۱۰۰۲ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۵۹۵ء) و ابوالفضل (ولادت ۹۵۸ھ / ۱۵۵۱ء - وفات ۱۰۱۱ھ مطابق ۱۶۰۲ء) سے ملاقات ہوئی، ان کو راہ راست پر لانے کی تلقین فرمائی، بعدہ واپس وطن مالوف ہوئے³⁶۔

³⁴ - حضرت مجدد الف ثانی نص ۱۵۳ تا ۱۵۶ احاشیہ مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحب

³⁵ - فیضی شیخ مبارک ناگوری کا بڑا بیٹا ہے، یہ شیعہ تھا، ۹۵۲ھ / ۱۵۴۷ء میں آگرہ میں پیدا ہوا، بیس (۲۰) سال کی عمر میں دربار اکبری میں پہنچ گیا، اور ملک الشعراء کا خطاب پایا، تفسیر بے نقط ۱۰۰۲ھ / ۱۵۹۳ء میں مکمل کی، ۱۰۱۱ھ / صفر ۱۰۰۲ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۵۹۵ء کو فوت ہوا (حضرت مجدد الف ثانی نص ۱۵۷ احاشیہ مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحب)

³⁶ - اندازہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی بانیس (۲۲) سال کی عمر میں ۹۹۳ھ / ۱۵۸۵ء میں اکبر آباد (آگرہ) تشریف لائے ہونگے (حضرت مجدد الف ثانی نص ۱۵۶ احاشیہ مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحب) حضرت نے ایک طویل عرصہ تک یہاں قیام فرمایا، اور تدریسی خدمات انجام دیں، بڑے بڑے علماء آپ کے حلقہ تلمذ میں داخل ہوئے، آپ کے علم کی شہرت دربار سلطنت تک پہنچی، یہاں تک کہ خود ابوالفضل اور فیضی آپ کی طرف متوجہ ہوئے، آپ کو دربار میں حاضری کی دعوت دی، لیکن جب آپ آمادہ نہیں ہوئے تو خود بنفس نفیس چل کر یہ دونوں آپ کی قیامگاہ پر حاضر ہوئے، اور پھر اپنے گھر کھانے کی دعوت پیش کی، حضرت نے اس دعوت کو قبول فرمایا، اس کی تفسیر بے نقط میں اس کی مدد فرمائی، اور ان سے روابط بڑھے، لیکن جب آپ کو ان کے عقائد و افکار کا علم ہوا تو ان کو سنبھالنے کی کوشش کی، روضۃ القیومیہ میں اس ضمن میں کئی مباحثات و مناظرات کا ذکر ہے، لیکن وہ اپنی فطرت پر قائم رہا، یہاں تک کہ آپ نے اس سے دوری قائم فرمائی، اسی زمانے میں آپ نے رسالہ "اثبات النبوة"، رسالہ تہلیلہ، اور رسالہ رد و افض جیسی کتابیں لکھیں، اکبر آباد میں حضرت مجدد کا قیام اتنا طویل ہوا کہ خود آپ کے والد ماجد کو باوجود ضعف و کبر سنی یہاں تشریف لانا

سند مصافحہ

آپ نے حاجی عبدالرحمن بدخشی^{۳۷} (کابلی معروف بہ حاجی رمزی) سے مصافحہ کیا، انہوں نے حافظ سلطان ادہمی^{۳۸} سے (جن کی عمر ایک سو دس سال تھی)، انہوں نے شیخ محمود اشعری^{۳۹} سے، انہوں نے شیخ عبد معمن حبشی^{۴۰} سے، اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے، ان میں سے ایک صاحب جن تھے^{۳۷}۔

علم طریقت اور اپنے والد ماجد سے خلافت

اولاً آپ اپنے والد ماجد حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہ العزیز کے مرید ہوئے، آپ نے ان کی صحبت کیمیا خاصیت کو لازم پکڑا، اور ریاضت و عبادت میں مشغول ہوئے، انہوں نے دس (۱۰) سلاسل میں آپ کو خلافت عطا فرمائی^{۳۸}۔

پڑا اور حضرت کو اپنے ساتھ لے گئے (حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۴۸ تا ۵۳ مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلیئر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب)

^{۳۷} - حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۴۷، ۴۸ مؤلفہ خواجہ کمال الدین، مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلیئر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب۔

(نوٹ) لیکن روضۃ القیومیۃ میں "شیخ عبد معمن حبشی" کی جگہ پر "شیخ سعید" درج ہے، حضرت مولانا شاہ زوار حسین نے جواہر مجددیہ کے حوالے سے یہ بات لکھی ہے (حضرت مجدد الف ثانی نص ۱۵۶ مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحب)

^{۳۸} - حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۵۵ مؤلفہ خواجہ کمال الدین، مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلیئر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب۔

(نوٹ) لیکن روضۃ القیومیۃ میں صرف تین (۳) سلاسل کا ذکر ہے: سلسلہ سہروردیہ، سلسلہ چشتیہ اور

دیگر کمالات اور نسبت فردیت

آپ نے حضرت مخدومؒ سے ان کے مخصوص علوم نیز تعلیم کتب تصوف- عوارف المعارف اور فصوص الحکم وغیرہ- حاصل فرمائی اور نسبت فردیت و توفیق عبادت جو ان کو ان کے شیوخ سے پہونچی تھی حاصل فرمائی، چنانچہ اس کا ذکر آپ نے اپنی کتاب "مبدأ و معاد" میں اس طرح فرمایا ہے کہ:

"اس درویش کو توفیق عبادت نافلہ کی امداد بھی اپنے والد ماجد سے ہی پہونچی، جو ان کو چشتیہ طریق کے شیوخ سے حاصل ہوئی تھی" ³⁹۔

آپ کے والد ماجد کا طریقہ نقشبندیہ کی توصیف کرنا

حضرت مخدومؒ (آپ کے والد ماجد) نے طریقہ نقشبندیہ کے جو فضائل اپنے بزرگوں سے سنے اور کتب میں دیکھے تھے، کہ اس بادیہ کی شاہراہ اور اس دائرہ کار کا مرکز طائفہ عالیہ نقشبندیہ کے ہاتھ میں ہے، مگر دنیا اس طریقہ کے بزرگ سے خالی ہے، اور افسوس ہے کہ ہم کو اس سلسلہ جلیلہ سے استفادہ کا موقعہ نہ مل سکا۔

افضلیت طریقہ نقشبندیہ

طریقت کے اصول میں یہ بات داخل ہے کہ مرید اپنے پیر کو سب سے افضل سمجھے، ورنہ فیض سے محروم رہتا ہے، اس سلسلہ کے پیر اعلیٰ سیدنا ابو بکر صدیق ہیں، جن کی شان یہ ہے کہ: افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق۔ پس آپ کی نسبت ایسا اعتقاد رکھنے سے

³⁹۔ حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیہ ج ۱ ص ۵۵ مؤلفہ خواجہ کمال الدینؒ، مترجم: مولانا محمود ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب۔ ☆ مبدأ و معاد (فارسی مع اردو) ص ۱۱، ۱۲ مؤلفہ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ادارہ مجددیہ کراچی)

شریعت و طریقت دونوں کی تکمیل ہوتی ہے، علاوہ ازیں اس طریقہ کے تمامی اصول و فروع میں اتباع سنت و اجتناب بدعت بدرجہ کمال ہے، یعنی اصحاب کبار کا سالباں ہے، انہی کی سی معاشرت، ویسے ہی افکار و اشغال، وہی محاسبہ نفس، اور ہر دم کی حضوری، وہی آداب شیخ، کم ریاضتیں اور فیضان کثیر اور کمالات ولایت کے علاوہ کمالات نبوت کی بھی تعلیم، نہ اس میں چلہ کشی ہے، نہ ذکر بالجہر، نہ سماع، نہ مزامیر، نہ قبور پر روشنی، نہ غلاف نہ چادر اندازی، نہ ہجوم خواتین، نہ سجدہ تعظیمی نہ سر کا جھکانا، نہ بوسہ دینا، نہ توحید و جودی، نہ دعویٰ انا الحق وہمہ اوست، نہ مریدوں کو پیروں کی قدمبوسی کی اجازت، نہ مرید عورتوں کی ان کے پیروں سے بے پردگی۔

نظم

کیا سلسلوں میں سلسلہ نقشبند ہے
جو نقشبند ہے وہ یقین حق پسند ہے

جس کو حصول سلسلہ نقشبند ہے
واللہ ارجمند ہے وہ ارجمند ہے

طالب کو استواری ایمان ہے نصیب
جس کے سبب سے مرتبہ اس کا دوچند ہے

آپ کا سفر دہلی اور حضرت خواجہ باقی باللہ سے نیاز مندی

ہمیشہ سے آپ کو حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول اللہ ﷺ کا شوق تھا، اس لئے آپ ہمیشہ بے چین و بے آرام رہتے تھے، کیونکہ آپ کے والد ماجد سن رسیدہ ہو گئے تھے، بوجہ ان کی خدمت کے آپ ان کی مفارقت گوارا نہ کر سکتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے والد نے ۱۰۰۸ھ (۱۵۹۸ء) میں وفات پائی، ۱۰۰۸ھ (۱۵۹۹ء) میں آپ نے حج کی غرض سے سفر کیا، جب

آپ دہلی پہنچے، مولانا حسن کشمیریؒ سے جو آپ کے دوستوں اور خواجہ باقی باللہ کے مخلصوں میں سے تھے ملاقات ہوئی، انہوں نے آپ سے خواجہ صاحب کے کمالات کا اظہار کر کے ملاقات کرنے کی تحریک کی، اور بیان کیا کہ حضرت خواجہ صاحب اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فردیگانہ ہیں، اور ہر چہار طرف دور دراز تک آپ کی نظیر نہیں ہے، آپ کی ایک نظر سے وہ فیض طالبوں کو حاصل ہوتا ہے، جو اور طریقوں میں بہت سے چلوں اور شاقہ ریاضتوں سے بھی کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔

چونکہ آپ نے اپنے والد ماجد سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ و اکابر سلسلہ کے حالات سن رکھے تھے، اور کتابوں میں بھی دیکھے تھے اور اس نسبت کی قابلیت و استعداد آپ بوجہ اتم رکھتے تھے، آپ مولانا کے ہمراہ حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے حضرت خواجہؒ سے بیعت کی درخواست کی، حضرت خواجہ نے آپ کو خلوت میں طلب فرما کر مرید کیا، ذکر قلبی کی تعلیم فرمائی، فوراً آپ کا دل ذاکر ہو گیا، اور آرام و حلاوت ذکر قلبی والتذات تمام حاصل ہوا، یوماً فیوماً ترقیات عالیہ و عروجات متعالیہ ظاہر ہوتے رہے، اور کمال شوق و اشتیاق سے گریہ وزاری ہونے لگا۔

مدہوشی و فنا

ایک روز کے بعد بحالت بے خودی ایک دربار محیط اور صور و اشکال عالم اس دریا کے سایہ میں نمودار ہوئے، رفتہ رفتہ اس کیفیت بے خودی نے اور بھی غلبہ کیا، کبھی ایک پہر تک رہتی، کبھی دو پہر اور کبھی تمام شب، میں (حضرت مجددؒ) نے اپنے خواجہ کی خدمت میں یہ کیفیت بیان کی، تو آپ نے فرمایا، کہ "ایک قسم کی فنا حاصل ہو گئی ہے"

مقامِ ظلال و فناء الفنا

اس کے بعد آپ نے ذکر کرنے سے منع کر دیا، لیکن موجودہ ذکر کی نگاہ داشت کے لئے ارشاد فرمایا، پھر دو روز کے بعد مجھے "فناء مصطلح" حاصل ہوئی، تو میں نے خدمت والا میں کیفیت عرض کی، ارشاد فرمایا کہ تمام عالم کو ایک دیکھتے ہو اور ذات واحد سے متصل پاتے ہو یا نہیں؟ میں نے عرض کیا "ایک پاتا ہوں" فرمایا، فناء الفنا میں یہ بات معتبر ہے کہ باوجود اتصال ابدان بے شعوری حاصل ہو "اسی رات مجھ پر یہی کیفیت گذری تھی، وہ سب میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا، اور کہا کہ میں اپنے علم کو نسبت حق سبحانہ تعالیٰ اب حضوری میں پاتا ہوں، (یعنی علم حصولی پالینے کے بعد بلا توسط حصول صورت علم حضوری پاتا ہوں اور جو اوصاف میری طرف منسوب تھے حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف منسوب پاتا ہوں)۔

مرتبہ علمی

اس کے بعد ایک نور سیاہ رنگ کا ظاہر ہوا، جو تمام اشیاء کو محیط تھا، میں نے اس کی کیفیت بھی عرض کی تو ارشاد فرمایا کہ انبساط جو اس نور میں دکھائی دیتا ہے، علم الہی ہے، کہ بواسطہ تعلق ذات حق سبحانہ ان اشیاء کے ساتھ جو بالا و پستی میں واقع ہے، وہ منبسط ہے، لہذا اس انبساط کی بھی نفی کرنی چاہئے، اس کے بعد اس نور منبسط میں انقباض ظاہر ہوا، اور تنگ ہونے لگا، حتیٰ کہ صرف ایک نقطہ کے برابر رہ گیا۔

مقام حیرت و حضور نقشبندیہ

فرمایا اس نقطہ کی بھی نفی کرنی چاہئے، اور حیرت میں آنا چاہئے، میں نے ایسا ہی کیا، چنانچہ وہ نقطہ بھی زائل ہو گیا، اور حیرت ظاہر ہوئی، کہ اس مقام پر خود بخود شہود حق تعالیٰ ہے،

میں نے یہ کیفیت عرض کی، تو فرمایا یہی حضور نقشبندیہ ہے (اور اس حضور کو حضور بے غیبت بھی کہتے ہیں، اور بدایت میں نہایت کا مندرج ہونا اسی مقام میں حاصل ہوتا ہے)۔

مقام فنائے حقیقی و شرح صدر

اس کے بعد پھر ایک روز فنا حاصل ہوئی، جسے فنائے حقیقی کہتے ہیں، اور دل میں اس قدر وسعت پیدا ہو گئی، کہ تمام عالم عرش سے فرش تک اس کے پہلو میں رائی کے دانہ کے برابر دکھائی دینے لگا۔

مقام حق الیقین و جمع الجمع

اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو اور ہر فرد عالم کو بلکہ ہر ذرہ کو حق دیکھا، اس کے بعد ہر ذرہ عالم کا الگ الگ اپنا عین دیکھا، اور اپنے آپ کو بلکہ ہر ذرہ کو اس قدر منبسط اور وسیع پایا کہ تمام عالم بلکہ ایسے ایسے کئی عالم اس میں سما سکیں، بلکہ اپنے آپ کو اور ہر ذرے کو ایسا پھیلا ہو انور پایا جو ہر ذرے میں سرایت کئے ہوئے ہے، اور عالم کی صورتیں اور شکلیں اس نور میں منفعلاً مثل لاشے کے ہیں،۔۔ جب میں نے یہ کیفیت حضرت خواجہ کی خدمت میں عرض کی، تو فرمایا، کہ توحید میں مرتبہ حق الیقین یہی ہے، اور جمع الجمع عبارت اسی مقام سے ہے۔

وحدت مطلق میں جان خلق و خدا ایک ہے

دیکھنا توحید ہے یہ بولنا ترک ادب

مرتبہ فرق بعد الجمع

بعد میں نے آپ کی خدمت بارکت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا تو ارشاد فرمایا کہ ابھی تمہارا حضور صاف نہیں ہے، تم اپنے کام میں مشغول رہو، یہاں تک کہ موجود اور موہوم کے درمیان تم پر تمیز ظاہر ہو جائے، اللہ عزوجل نے آپ کی توجہ سے کامل دوروز میں

موہوم اور موجود کے درمیان تمیز ظاہر کر دی، اور خارج میں بجز ایک ذات موجود کے اور کچھ نہ دیکھا، جب یہ حالت میں نے عرض خدمت کی تو ارشاد ہوا کہ مرتبہ فرق بعد الجمع یہی ہے⁴⁰

نسبت مرادیت و محبوبیت

الحاصل آپ نے دقائق علیہ و واردات مرضیہ و احوال شریفہ بہت ہی تھوڑے دنوں میں حاصل فرمائے، جو اور سالکوں کو برسوں میں بھی حاصل نہیں ہو سکتے۔

حضرت غوث پاکؒ کے خرقہ کی حوالگی اور شاہ سکندر قادریؒ سے خلافت سابق میں مذکور ہوا ہے کہ قطب الوجود حضرت غوث اعظمؒ نے اپنا خرقہ مبارک اپنے جانشین صاحبزادہ حضرت سید تاج الدین عبدالرزاق⁴¹ (ولادت ۱۸ / ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۵ / ستمبر ۱۳۴۴ء - وفات دوشنبہ ۶ / شوال المکرم ۶۰۳ھ مطابق ۱۲ / مئی ۱۲۰۷ء یا ۶ /

⁴⁰ - حضرت خواجہ سے امام مجدد کی ملاقات اور درجہ بدرجہ مقامات کی مذکورہ تفصیلات حضرت مجددؒ کے ایک مکتوب سے ماخوذ ہیں جو آپ نے مولانا ہاشم کشمیؒ کے نام تحریر فرمایا ہے (دیکھئے: مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۹۰ مطبوعہ امرتسر)

⁴¹ - اسم گرامی "عبدالرزاق" کنیت: عبدالرحمن، و ابو الفرح، لقب: تاج الدین، حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے فرزند رشید تھے، آپ کی ولادت ۱۸ / ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۵ / ستمبر ۱۳۴۴ء کو بغداد میں ہوئی، والد ماجد ہی کے زیر سایہ تمام علوم ظاہری و باطنی مکمل کئے، والد صاحب کے علاوہ حضرت ابوالحسن محمد بن الصالحؒ، حضرت قاضی ابوالفضل محمد بن ناصر الحافظؒ، حضرت ابوکاظم قاسم سعیدؒ اور ابوالمظفر محمد الہاشمیؒ سے بھی کئی علوم حاصل کئے، بڑے عالم حافظ اور محدث اور جامع علوم و فنون تھے، ملک عراق کے مفتی تھے، مسلکاً حنبلی تھے، آپ کے تلامذہ میں دینی، حافظ ابن النجار صاحب التاریخ، النجیب عبداللطیف، التقی البلدانی، الضیاء المقدسی اور ابوبکر ابن نقطۃ جیسے بڑے علماء کے نام ملتے ہیں، رسالہ جلاء النواظر ملفوظات حضرت غوث الاعظمؒ آپ ہی کا تالیف کردہ ہے، ایک دن والد صاحب کی مجلس میں آسمان پر مردان غیب کی زیارت کی، آپ کے پانچ فرزند اور دو صاحبزادیاں تھیں، دوشنبہ ۶ / شوال المکرم ۶۰۳ھ مطابق ۵ / مئی ۱۲۰۷ء کو وفات پائی، اور باب حرب میں مدفون ہوئے، خزینۃ الاصفیاء میں سن وفات ۵۹۵ھ / ۱۹۹۱ء درج کی گئی ہے، جبکہ تاریخ مشائخ قادریہ مجیدیہ میں تاریخ وفات شوال ۶۲۳ھ / اکتوبر ۱۲۲۶ء لکھی گئی ہے، مگر پہلی تاریخ راجح ہے، اس

شوال ۱۲۳۳ھ مطابق ۶/ اکتوبر ۱۸۱۶ء) کو آپ کے حوالے کرنے کے لئے تفویض فرمایا تھا، اور آپ کے جانشینوں میں یکے بعد دیگرے امانت چلا آیا تھا، وہ اسی سال آپ کے حوالے کیا گیا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت شاہ سکندر قادری⁴² (سے ان کے دادا حضرت شاہ کمال کیتھلی⁴² نے خواب میں فرمایا کہ اس خرقہ مبارک کے وارث جن کے لئے حضرت غوث پاک نے وصیت فرمائی تھی، شیخ احمد سرہندی ظاہر ہو گئے ہیں، اس لئے یہ خرقہ ان کے حوالہ کر دو، انہوں نے خرقہ شریف کے تفویض کرنے میں یہ خیال کر کے تامل کیا کہ گھر کی نعمت گھر ہی میں رہے تو بہتر ہے، پھر دوبارہ آپ نے ظاہر ہو کر تاکید فرمائی پھر بھی انہوں نے ٹالا، تیسری مرتبہ بحالت غضبناکی ظاہر ہو کر متنبہ فرمایا اگر تم اپنی خیریت اور نسبت کی سلامتی چاہتے ہو تو خرقہ مبارک اس کے وارث کے حوالے کر دو، ورنہ تمہاری نسبت و کرامت سلب کر لی جائے گی، شاہ سکندر ہیبت زدہ ہو کر خرقہ شریف کے ساتھ آپ کی خدمت میں تشریف لائے، آپ بعد نماز فجر حسب عادت حلقہ ذکر و توجہ میں مشغول و مراقب تھے، آپ جب فارغ ہوئے، شاہ

لئے کہ معتبر تواریخ (تکملة الاكمال ج ۲ ص ۴۹۲، اور التاج المکمل للفقہ ج ۲ ص ۲۲۰) میں اس کا ذکر ہے واللہ اعلم بالصواب (خزینة الاصفیاء ج ۱ ص ۱۸۰، ۱۸۱ مفتی غلام سرور ☆ الشیخ عبدالقادر الجیلانی، الامام الزاهد القدوة ص ۲۷۲، ۲۷۳ مؤلفہ الدکتور عبدالرزاق الکیلانی، ناشر دار القلم بیروت، ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء ☆ قطب الاقطاب حضرت سید عبدالرزاق ص ۴۳ مرتبہ محی الدین قادری ☆ تاریخ مشائخ قادریہ مجیدہ ص ۴۳، ۴۴ تنویر خان قادری بدایونی)

⁴² - حضرت شاہ سکندر بن شاہ عماد الدین بن حضرت شاہ کمال کیتھلی کی ولادت کیتھلی میں ہوئی، بچپن ہی میں اپنے جد امجد کی صحبت میں باطنی و روحانی علوم کی تکمیل کی، آپ کو احوال و مواجید اور خرق عادات میں حضرت شاہ کمال کا ورثہ حاصل تھا، حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں، کہ آفتاب کو دیکھنا آسان ہے، لیکن حضرت شاہ سکندر کو نورانیت کے غلبہ کے سبب نگاہ کو دیکھنے کی تاب نہیں ہے، آپ کی وفات ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۶ء میں ہوئی، مزار پر انوار قصبہ کیتھلی ضلع کرنال میں ہے۔ (حضرت مجدد الف ثانی ص ۱۹۲ حاشیہ مؤلفہ حضرت مولانا شاہ زوار حسین صاحب، بحوالہ زبدة المقامات و دربار قادری)

صاحب نے خاندان عالیہ قادریہ کی خلافت آپ کو عطا کی، اور خرقہ مبارکہ آپ کو تفویض فرمایا، آپ نے زیب تن مبارک کیا، نسبت قادریہ نے آپ پر غلبہ و استیلا کیا، نسبت نقشبندیہ غائب ہو گئی، بعدہ نسبت نقشبندیہ کو غلبہ ہو گیا، ایسا ہی کئی مرتبہ ہوا۔

ارواح اولیاء کی آمد اور آپ کے لئے مسابقت

اسی اثناء میں روح مبارک حضرت غوث الاعظمؒ و حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ مع بزرگان سلسلہ تشریف لائے۔ ان کے بعد روح پر فتوح حضرت خواجہ نقشبندؒ و حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبرؒ مع بزرگان سلسلہ تشریف لائے، دونوں حضرات میں باہم اشارات ہوئے، حضرت غوث اعظمؒ نے فرمایا، اس نوجوان نے بچپن میں ہی بواسطہ ہمارے پوتے سید شاہ کمال کیتھلیؒ کی زبان چوس کر کامل فیض نسبت حاصل کیا ہے، لہذا ان پر ہمارے سلسلہ کی خدمت اور اشاعت کا بڑا حق ہے، حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا کہ ہمارے طریق کا استحقاق اس وجہ سے ان پر زیادہ ہے کہ بتوسط ہمارے خلیفہ خواجہ باقی باللہؒ کے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی امانت معہودہ انہوں نے پائی ہے۔ دونوں بزرگوں کی ارواح طیبات میں یہی گفتگو ہو رہی تھی، کہ ارواح مقدسہ اکابر سلسلہ چشتیہ بھی تشریف فرما ہوئیں، انہوں نے بھی اپنا دعویٰ مع دلیل پیش فرمایا، کہ آپ کے بزرگوں کی نسبت آبائی و اجدادی ہمارے سلسلہ کی ہے، اور آپ نے ہمارے ہی آغوش پرورش میں نشوونما پایا ہے، اور سب سے پہلے ہمارے ہی سلسلہ کی خلافت حاصل کی ہے، لہذا ہمارے سلسلہ کا حق سب سے زیادہ ہے، اسی طرح عالیہ سہروردیہ کبریہ طریق کے مشائخ عظام کی ارواح بھی تشریف فرما ہوئیں، انہوں نے بھی اپنا دعویٰ مع دلیل پیش کیا، غرض کہ سرہند میں جمیع سلاسل کے پیشرو مشائخ کا اجتماع ہو گیا، ہر ایک سلسلہ کے بزرگ آنجناب کی نسبت اپنے سلسلہ کے لئے خواہش کر رہے تھے، کہ آپ انہی کے سلسلہ کے شیخ قرار دیئے جائیں۔

سرہند شریف میں اولیاء اللہ کا ہجوم اور آنحضرت ﷺ کا فیصلہ

مولانا ہاشم کشمیری اور مولانا بدرالدین اپنی اپنی تواریخ میں رقمطراز ہیں، کہ اس وقت اولیاء امت کا سرہند میں ایسا ہجوم ہوا تھا کہ شہر اور نواح شہر کے دیہات و قصبات کے کوچہ و بازار اولیاء کرام سے پر ہو گئے، اور ۱۵ / شعبان ۱۰۱۲ھ (مطابق ۱۶ / جنوری ۱۶۰۴ء) کی صبح سے آخر وقت نماز ظہر تک یہی معرکہ رہا، بالآخر معاملہ خاتم المرسلین ﷺ کی جناب میں فیصلہ کے لئے پیش ہوا، اور خورشید رسالت نے ہر ایک کو تسلی اور دلاساہ دے کر فیصلہ فرمایا کہ: آپ سب بزرگوں اور اپنے اپنے کمالات نسبت تمام و کمال اس بزرگ کے حوالے کر دیں، کہ یہ سب سلسلے میں داخل ہو جائیں، اور تم سب کو علی التساوی حصہ ملے، مگر چونکہ نقشبندیہ سلسلہ خیر البشر بعد الانبیاء حضرت صدیق اکبرؓ سے ملتا ہے، اور اس میں اتباع سنت سنیہ واجتناب بدعت نامرضیہ سب سے زیادہ ملحوظ ہے، لہذا یہ سلسلہ خاص خدمت تجدید سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے، پس یہ سلسلہ اور سلسلہ قادریہ و سہروردیہ پاس خاطر غوث الاعظمؒ ان سے زیادہ ترویج پائیں گے، اور دوسرے سلاسل کبرویہ چشتیہ بھی ان سے مروج ہوں گے۔

طریق مجددیہ میں تمام نسبتوں کا شمول

پس جمیع مشائخ عظام نے اپنے اپنے کمالات اور نسبتیں آپ میں القافر مائیں، آپ نے سب کو اپنے طریق میں امتزاجاً شامل کیا، اور ان کو اپنی نسبت خاصہ سے جو جناب باری تعالیٰ سے بوساطت رسالت پناہ ﷺ آپ کو خصوصیت کے ساتھ عطا ہوئے تھے، مندرج فرمایا، پس طریقہ مجددیہ تمام امت کے اولیاء کے سلسلوں کا جامع ہے، اور اس طریق کے سالکوں کو ہر

ایک سلسلہ کے اولیاء کا فیض حاصل ہوتا ہے⁴³۔

آپ کی شان میں حضرت سیدنا خواجہ باقی باللہ کے ارشادات

☆ میاں شیخ احمد کے طفیل ہم کو معلوم ہوا کہ توحید و جود ہی ایک تنگ کوچہ ہے اور

شاہراہ طریقت اور ہی ہے⁴⁴۔

☆ میاں شیخ احمد ایک آفتاب ہیں، اور ہم جیسے کتنے ستارے ان کی روشنی میں گم

ہیں⁴⁵

☆ ہماری اور میاں شیخ احمد کی تمثیل خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ اور ان کے مرید عبید اللہ

کی ہے، اگر پیر زندہ رہتے تو اپنے مرید کا مرید ہوتے⁴⁶۔

☆ میاں شیخ احمد کمال مرادوں اور محبوں میں ہیں۔

☆ میاں شیخ احمد کے مانند آج زیر فلک کوئی نہیں۔

⁴³۔ پوری تفصیل کے لئے دیکھئے: زبدۃ المقامات ص ۱۳۴، ۱۳۵ مؤلفہ مولانا محمد ہاشم کشمیؒ، مطبع نامی نول کشور کراچی

۱۳۰۷ھ، ☆ روضۃ القیومیۃ ص ۱۰۹، ۱۱۱ مؤلفہ خواجہ کمال الدین، اللہ والوں کی قومی دکان، لاہور ۱۳۳۵ھ

⁴⁴۔ مکتوبات امام ربانی دفتر اول، مکتوب ۴۳۔

(نوٹ) واضح رہے کہ حضرت خواجہؒ سے اس قسم کے کئی اقوال و ارشادات منقول ہیں، مگر اس کا مطلب یہ

نہیں ہے کہ حضرت خواجہؒ نے امام مجددؒ سے اکتساب فیض کیا تھا یا یہ کہ وہ آپ سے کمتر تھے۔ دراصل لائق و فائق تلمیذ کی

بدولت فیاض عالم کی طرف سے شیخ پر خصوصی فیضان ہوتا ہے، اور طالب کے ظرف کے مطابق شیخ کے اوپر فتوحات

کے دروازے کھلتے ہیں، یہ فیضان بھی شیخ ہی کا ہوتا ہے، لیکن چونکہ مرید اس کا واسطہ بنتا ہے کہ اگر اس نے شیخ سے رجوع

نہ کیا ہو تا تو خدائے پاک کی طرف سے ان علوم و معارف اور فیوض و واردات کا نزول نہ ہوتا، اور اس کا بیشتر تجربہ علماء و

مشائخ کو ہوتا ہے امام مجددؒ کے بارے میں حضرت خواجہؒ کے ارشادات کو اسی تناظر میں دیکھنا چاہئے واللہ اعلم بالصواب۔

⁴⁵۔ زبدۃ المقامات ص ۳۳۰ مؤلفہ مولانا محمد ہاشم کشمیؒ، مطبع نامی نول کشور کراچی ۱۳۰۷ھ

⁴⁶۔ کلیات باقی مکتوب ۸۳ ص ۱۴۰ مؤلفہ ملک دین محمد اینڈ سنز، لاہور ۱۹۶۷ء بحوالہ حضرت مجدد الف ثانی ص ۳۹۷

☆ صحابہ و تابعین کے بعد شیخ احمد کے مماثل معدودے چند بزرگ گذرے ہیں۔

☆ میاں شیخ احمد جامع قطبیت ارشاد و مدار ہیں۔

☆ الحمد للہ ہماری تین چار سال کی محنت رائیگاں نہیں گئی، شیخ احمد عزیز الوجود شخص

نے تربیت پائی⁴⁷۔

نظم

کیا اولیاء میں شان مجدد بلند ہے قطبوں اور غوثوں میں وہ ارجمند ہے
منکر ہے شیخ احمد سرہندی کا وہی دروازہ جس پہ فیض الہی کا بند ہے
جو اعتقاد رکھتے ہیں ان کی جناب میں ہاں ان کا دو جہان میں رتبہ بلند ہے
صدیق سے عروج و مجدد پہ ہے نزول کیا مستند یہ سلسلہ نقشبند ہے

حضرت مجددؑ کے مخصوص کمالات اور اخلاق و اعمال

اللہ پاک نے آپ کو بے شمار کمالات عالیہ اور مدارج مخصوصہ عطا فرمائے تھے، ان

میں سے چند بطور مشتمتہ نمونہ از خروارے پیش کئے جاتے ہیں:

☆ آپ مجدد الف ثانی یعنی دین کو نئے سرے سے تازگی بخشنے والے تھے۔

☆ (صوفیاء نقشبندیہ مجددیہ کی اصطلاح میں) آپ قیوم اول کہلاتے ہیں (جو دیگر

صوفیاء کے یہاں قطب اعظم یا غوث اعظم کے ہم معنی ہے)

☆ آپ کو (بطور الہام و کشف) خزینۃ الرحمۃ کے خطاب سے سرفرازی بخشی گئی۔

☆ آپ کو مرتبہ فردیت عطا ہوا۔

⁴⁷۔ کلیات باقی مکتوب ۸۳ ص ۱۴۰ مؤلفہ ملک دین محمد اینڈ سنز، لاہور ۱۹۶۷ء بحوالہ حضرت مجدد الف ثانی ص ۳۹۷

- ☆ آپ مجموعہ قطب مدار و قطب ارشاد ہیں⁴⁸۔
- ☆ آپ کے ہی سلسلہ میں قیامت تک قطب مدار و ارشاد ہوا کریں گے۔
- ☆ آپ کو مقام محبوبیت ذاتیہ کا خرقہ عطا کیا گیا۔
- ☆ عبادت و ملاحظت ممتزجہ عطا ہوئی۔
- ☆ آپ کو ضمنیت آنحضرت ﷺ و اصالت و کرامت عطا ہوئی۔
- ☆ آپ کو علم لدنی عطا کیا گیا۔
- ☆ آپ پر علم یقین اور حق یقین ظاہر کیا گیا۔
- ☆ آپ پر مقامات تعین جہی و وجودی ظاہر کئے گئے۔
- ☆ آپ کی زیارت کے لئے کعبہ شریفہ آیا اور آپ کی خانقاہ شریف کے کنویں میں آب زمزم برآمد ہوا۔
- ☆ آپ کے طریقہ میں تمام اولیاء کے فیوض ممتزج اور شامل ہیں، آپ کا طریقہ افضل اور سہل ہے۔
- ☆ آپ کا طریقہ جامع شریعت و طریقت ہے، اور اس میں مقامات ولایت کے علاوہ کمالات نبوت بھی شامل ہیں، وغیرہ⁴⁹۔

⁴⁸۔ اولیاء کے مناصب یہ ہیں: اول قطب الاقطاب، بعدہ فرد، پھر غوث اور قطب مدار، سلف کے نزدیک غوث اور قطب ایک ہی ہیں، چہار (۴) اوتاد اور چالیس (۴۰) ابدال، ان کے بعد نجباء، نقباء، شرفاء اور رجال الغیب ہیں۔۔۔

حضرت مجدد صاحب اولیاء کے مذکورہ بالا مناصب کو تسلیم نہیں فرماتے، غوث کو قطب مدار سے جدا کرتے ہیں، اور مناصب ولایت جداگانہ بیان فرماتے ہیں، مثلاً: خلافت، امامت، سابقیت، خالصیت، تخصصیت، اصالت اور قیومیت وغیرہ وغیرہ (حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۷، ۸ مؤلفہ خواجہ کمال الدین، مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلوچ پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب ☆ مکتوبات امام ربانی دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۵۶)

قصیدہ

پلاڈے سا قیا ساغر مجدد الف ثانی کا
 کہ ہوں مشتاق میں یکسر مجدد الف ثانی کا
 پلاڈے وہ مئے عرفاں کہ زائل ہو خودی جس سے
 رہوں مخمور تا محشر مجدد الف ثانی کا
 رہے نام و نشاں مرانہ کچھ ذات و صفت باقی
 رہے باقی رخ انور مجدد الف ثانی کا
 کرامت ان کی ہیں لاکھوں عیاں ہے جملہ عالم پر
 بنانا قطب و غوث اکبر مجدد الف ثانی کا

آپ کے طریق کی تعلیم اور دیگر طرق میں فرق

اولیاء سلف کے سلوک کی سیر حسب ذیل ہے:

☆ سیر الی اللہ: اس میں عالم خلق، عالم امر، واحدیت، وحدیت کی سیر ہوتی ہے۔
 عالم خلق سے مراد مخلوق تحت العرش، اور عالم امر سے مخلوق فوق العرش ملائک
 وغیرہ۔

واحدیت سے مفصل صفات الہی، وحدت سے مجمل صفات الہی، احدیت سے ذات
 بحت جوہر قسم کے اعتبار سے منزہ ہے، (عالم مثال اور عالم شہادت وحدیت کے ماتحت ہیں،
 احدیت، وحدت، واحدیت، عالم مثال، عالم شہادت ان پانچوں کو حضرات الخمس کہتے ہیں)

⁴⁹ - اس کے بہت سے اجزاء روضۃ القیومیہ میں موجود ہیں (دیکھئے: حدیقۃ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیہ ج ۱ ص ۶۸ تا ۷۲)

مؤلفہ خواجہ کمال الدین، مترجم: مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبعہ بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب)

یہ مراتب محض اعتباری ہیں، ورنہ وہ ایک ہی ذات ہے جو قدم سے امکان تک موجود ہے۔

☆ سیر فی اللہ: اس میں احدیت کی سیر ہوتی ہے، جس کو آپ اپنی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ یہ سیر حقیقتاً ظلال اسماء صفات کی ہے۔

☆ سیر عن اللہ یا اللہ: اس میں احدیت سے کثرت خلق کی طرف نزول کی سیر ہوتی ہے۔

جبکہ آپ (حضرت مجددؑ) کے سلوک کی سیر حسب ذیل ہے:

☆ ولایت صغریٰ یا ولایت اولیاء: اس میں سیر الی اللہ ہوتی ہے، نیز وہ سیر جس کو دیگر اولیاء نے سیر فی اللہ سمجھا ہے، اور حقیقت میں وہ سیر ظلال ہے۔

☆ ولایت کبریٰ یا ولایت انبیاء: اس میں اصل اسماء صفات کی ہوتی ہے، جو اور طریقوں میں نہیں ہے۔

اس کے علاوہ اور سولہ سترہ مقامات مفصلہ ذیل ہیں:

- ۱- ولایت علیاء یا ولایت ملائک ، ۲- کمالات نبوت ، ۳- کمالات رسالت ، ۴-
- کمالات اولوالعزمی ، ۵- قیومیت اشیاء ، ۶- حقیقت کعبہ ، ۷- حقیقت قرآن ، ۸- حقیقت صلوة ،
- ۹- بعض لوگوں کے نزدیک "حقیقت صوم ، ۱۰- معبودیت ، ۱۱- عبدیت ، ۱۲- خلت حقیقت
- ابراہیمیہ ، ۱۳- محبت حقیقت موسویہ ، ۱۴- محبوبیت ممتزجہ حقیقت محمدیہ ، ۱۵- محبوبیت ساذجہ
- حقیقت احمدیہ ، ۱۶- تعین جی ، ۱۷- تعین وجودی ، اس کے بعد دائرہ لا تعین ، یعنی ذات تحت مع

مرض الموت اور وصال پر ملال

شب برأت ۱۰۳۳ھ (مطابق یکم جون ۱۶۲۴ء) کو آپ نے اپنی وفات کے متعلق ظاہر فرمادیا کہ اسی سال میں ہوگی، حتیٰ کہ آپ عبدالاضحٰی کی نماز سے فراغت پا کر در دولت کو تشریف لائے، تو اپنے خلفاء و مریدین سے فرمایا کہ بموجب عدد عمر آنحضرت ﷺ میری عمر بھی ترسٹھ (۶۳) سال ہوگی، اور اس کا وقت قریب ہو گیا ہے، آپ سب کو لازم ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتے رہیں، پانچ روز کے اندر ہی آپ کو مرض ضیق النفس کا دورہ شروع ہو گیا، حتیٰ کہ ۱۲ / محرم ۱۰۳۴ھ (مطابق ۲۴ / اکتوبر ۱۶۲۴ء) ہوئی، آپ نے تعداد ایام باقیہ ظاہر فرمادی، اور ایک روز اپنے والد ماجد کے مزار شریف کی آخری زیارت کو تشریف لے گئے، اور دیر تک مراقب رہے، اور اس قبرستان کے اہل قبور کے لئے بہت کچھ دعائے مغفرت فرمائی، اور وہاں سے جدا علیٰ حضرت امام رفیع الدین کے مزار پر تشریف لے گئے، اور اسی طرح سے مراقبہ فرمایا، اور وہاں سے اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت فرما کر رخصت ہوئے، اور دولت خانہ کو تشریف لائے، حتیٰ کہ ۲۲ / صفر ۱۰۳۴ھ (۳ / دسمبر ۱۶۲۴ء) کو آپ نے اپنے مریدین اور صاحبزادگان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وہ سب کچھ عطا فرمایا جو بشر کو عطا کیا جاسکتا ہے، یہ سن کر سب پر آپ کی جدائی کے غم کے آثار پیدا ہوئے، ۲۳ / صفر ۱۰۳۴ھ (مطابق ۴ / دسمبر ۱۶۲۴ء) کو آپ نے تمام لباس فقراء کو خیرات کر دیا، اور مرض مذکور کا غلبہ شروع ہوا، وہ شب جس کے بعد آپ کا وصال ہوا باصرار تمام آپ اٹھ کر بیٹھے اور

50- دیکھئے: حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۶ تا ۷ و ص ۶۵ تا ۶۷ تا مؤلفہ خواجہ کمال الدین، مترجم: مولانا محمد

ولی اللہ صدیقی، ناشر: مطبع بلیئر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب ☆ و مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب ۷۷ و دفتر اول،

مکتوب نمبر: ۲۸۷، ۳۰۲، و مکتوب نمبر: ۲۵۶

جو حقائق کہ منکشف ہوئے تھے، بیان فرمائے، کہ میری ہمت کا مرغ آستان قدس تک پہنچا، اور آواز آئی کہ یہ حقیقت کعبہ ہے، اس کے بعد اور عروج ہو اور مقام صفات حقیقیہ تک پہنچا، جو بوجہ ذات موجود ہیں، پھر میں شیونات ذاتیہ تک پہنچا، وہاں سے ذات بحت تک پہنچا جو ہر قسم کے اعتبارات اور نسبتوں سے معری ہے اور گردِ ظلیت وہاں تک راہ نہ پائی، اس کے بعد ضعف کا غلبہ ہو گیا، تہجد کی نماز وضو کر کے کھڑے ہو کر ادا فرمائی، صبح کی نماز بھی باجماعت پڑھی، پھر اشراق کی نماز جمعیت کے ساتھ ادا کی، اور تمام ادعیہ ماثورہ پڑھتے رہے، اور مراقبہ میں مصروف ہو ہو جاتے تھے۔

بستر پر اس طرح لیٹے کہ سر شمال کی طرف، منہ قبلہ کی طرف، داہنا ہاتھ ٹھوڑی مبارک کے نیچے، اور ذکر میں مشغول ہوئے، سانس کی تیزی کو صاحبزادہ صاحب نے دیکھ کر عرض کیا، کہ مزاج کیسا ہے؟ ارشاد فرمایا، اچھا ہے، جو دور کعت نماز پڑھ چکے ہیں، کافی ہیں، یہ حکم کا آخری کلام تھا، اس کے بعد اللہ اللہ جاری رہا، ۲۸ / صفر ۱۰۳۲ھ (مطابق ۱۰ / دسمبر ۱۶۲۲ء) کو بروز دوشنبہ بوقت اشراق داعی اجل کو لبیک فرمایا۔

نقل ہے کہ اس روز زمین و آسمان روتے رہے، آسمان کارونا اس کا چاروں طرف سے سرخ ہونا ہے، اسی طرح کتاب صدر میں ہے، آپ کو غسل دیتے وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ دونوں ہاتھ مثل نماز کے بستہ تھے، کئی مرتبہ غسل دیتے وقت کھول دیئے گئے، پھر ویسے ہی ہو گئے، آپ کا چہرہ مبارک متبسم تھا، آپ کا مدفن شریف وہی گنبد ہے، جس میں آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت شیخ محمد صادق مد فون ہیں، وہی زیارت گاہ خاص و عام ہے⁵¹۔

⁵¹ - زبدۃ المقامات ص ۲۹۶ مؤلفہ مولانا محمد ہاشم کشمی، مطبع نامی نول کشور کانپور ۱۳۰۷ھ ☆ حضرات القدس ۱۷۹☆

حضرت مجدد الف ثانی ص ۲۵۵ تا ۲۵۸ مؤلفہ مولانا سید شاہ زوار حسین۔

نسبی یادگاریں

آپ کے سات (۷) صاحبزادے اور تین (۳) صاحبزادیاں تھیں:

حضرت خواجہ محمد صادقؒ

☆ اکبر الاولیاء حضرت خواجہ محمد صادقؒ (۱۰۰۰ھ) (مطابق ۱۵۹۲ء) میں پیدا ہوئے، تھوڑی ہی عمر میں علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کر لیا، (آپ نے فنون عربی شیخ محمد طاہر لاہوریؒ سے اور علوم حکمیہ مولانا محمد معصوم کابلیؒ سے پڑھے، روحانی تعلیم حضرت خواجہ باقی باللہؒ اور اپنے والد ماجد حضرت امام مجددؒ سے حاصل کی اور مراتب کمال تک پہنچے) آپ کی ذات بابرکات میں انواع و اقسام کے فضائل جمع تھے، بتاریخ ۹ / ربیع الاول ۱۰۲۵ھ (مطابق ۲۸ / مارچ ۱۶۱۶ء) بروز دو شنبہ بعمر اٹھارہ (۱۸) سال بعلاقت و بانی وصال فرمایا (مکتوبات امام ربانی میں آپ کے نام پانچ مکتوبات ہیں، آپ کی اولاد میں صرف ایک صاحبزادے شیخ محمدؒ تھے، جن سے آپ کی نسل جاری ہوئی) 52

خازن الرحمة حضرت خواجہ محمد سعیدؒ

شوال ۱۰۰۵ھ (مطابق ۳۱ / مئی ۱۵۹۷ء) میں پیدا ہوئے، آپ بھی علوم ظاہری و باطنی میں مثل برادر معظم کامل و مکمل تھے، (کتب درسیہ شیخ محمد طاہر لاہوریؒ سے پڑھیں، کچھ کتابیں بڑے بھائی خواجہ محمد صادقؒ سے بھی پڑھیں، حدیث کی کتابیں اپنے والد ماجد اور شیخ عبدالرحمن رمزیؒ سے پڑھیں، اور سند حاصل کی، تحصیل علم ہی کے زمانہ میں اپنے والد ماجد سے علوم باطن بھی حاصل کئے) ۲۷ / جمادی الثانیہ ۱۰۷۰ھ (مطابق ۹ / مارچ ۱۶۶۰ء) کو وصال

52 - زبدۃ المقامات ص ۳۰۶ مؤلفہ مولانا محمد ہاشم کشمیؒ، مطبع نامی نول کشور کانپور ۱۳۰۷ھ ☆ مقالات خیر ص ۵۸ مؤلفہ

ہوا، اسی مقبرہ میں بجانب مشرق آپ مدفون ہیں، آپ کے لئے بھی جگہ مثل حضرت والدبزرگوار روضہ شریف میں وسیع ہوگئی تھی، آپ کے آٹھ (۸) صاحبزادے اور پانچ (۵) صاحبزادیاں تھیں، صاحبزادوں کے نام یہ ہیں:

☆ شاہ عبداللہ ☆ شاہ لطف اللہ ☆ مولوی فرخ شاہ ☆ شیخ سعد الدین ☆ شیخ عبدالاحد وحدت المعروف بہ شاہ گل ☆ شیخ خلیل اللہ ☆ شیخ محمد یعقوب ☆ شیخ محمد تقی۔

(قلمی یادگاروں میں آپ کی مکتوبات صد مطبوعہ ہے، غالباً پہلی مرتبہ حکیم عبدالمجید سیفی مجددی نقشبندی نے لاہور ۱۳۸۵ھ میں شائع کیا تھا⁵³)

عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی

۱۱/ شوال ۱۰۰۷ھ (مطابق ۷ / مئی ۱۵۹۹ء) کو پیدا ہوئے، آپ بھی علوم ظاہری و باطنی میں فرید دہر اور وحید عصر تھے، بعد والدبزرگوار آپ ہی کو منصب قیومیت سے سرفرازی بخشی گئی، ۹ / ربیع الاول ۱۰۷۹ھ (مطابق ۱۹ / اگست ۱۶۶۸ء بروز شنبہ) کو وصال ہوا، ایک عظیم الشان گنبد میں آپ کا مزار شریف ہے، اور اس کے قریب ایک عظیم الشان مسجد بھی ہے، جو آپ ہی کے نام سے منسوب ہے، آپ کی اولاد میں چھ (۶) صاحبزادے اور پانچ (۵) صاحبزادیاں ہیں، صاحبزادوں کے نام یہ ہیں؛

(۱) حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ: ولادت ۱۰۳۲ھ (مطابق ۱۶۲۳ء) وفات ربیع الثانی ۱۱۲۰ھ (مطابق ۱۷۰۸ء) مزار شریف روضہ مبارک قیوم ثانی میں ہے۔

(۲) شیخ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی قیوم ثالث: ولادت ماہ ذی قعدہ ۱۰۳۳ھ (مطابق ۱۶۲۵ء)، وفات ۹ / محرم ۱۱۱۵ھ (مطابق ۲۳ / جون ۱۷۰۳ء) مزار ایک گنبد بزرگ میں بجانب

⁵³ - حضرت مجدد الف ثانی ص ۲۳۳ تا ۲۹۹ مؤلفہ مولانا سید شاہ زوار حسین۔ بحوالہ زبدۃ المقامات و روضۃ القیومیۃ وغیرہ

شمال واقع ہے۔ واضح ہو کہ حضرت محمد زبیر قیوم رابع آپ کے صاحبزادہ شیخ ابوالعلیٰ کی اولاد میں ہوئے ہیں، گویا آپ کے نبیرہ ہیں۔

(۳) حضرت خواجہ محمد عبید اللہ المعروف بہ مروج الشریعہ: ولادت یکم شعبان ۱۰۳۷ھ (مطابق ۵/ اپریل ۱۶۲۸ء)، وفات ۱۹/ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ (مطابق ۱۴/ جولائی ۱۶۷۲ء) مزار روضہ قیوم ثانی میں ہے۔

(۴) حضرت خواجہ محمد اشرف محبوب اللہ: ولادت ۱۰۴۸ھ (مطابق ۱۶۳۸ء)، وفات ۱۱۱۷ھ (مطابق ۱۷۰۵ء)

(۵) حضرت خواجہ سیف الدین المعروف بہ محی السنہ: ولادت ۱۰۵۹ھ (مطابق ۱۷۰۵ء)، وفات ۲۶/ جمادی الاولیٰ ۱۰۹۶ھ (مطابق ۲۹/ اپریل ۱۶۸۵ء) مزار ایک گنبد کلاں میں بجانب جنوب واقع ہے۔

(۶) حضرت شیخ محمد صدیق المعروف بہ مقبول اللہ: ولادت ۱۰۵۹ھ (مطابق ۱۶۴۹ء)، وفات ۵/ جمادی الاولیٰ ۱۱۳۰ھ (مطابق ۲۶/ مارچ ۱۷۱۸ء) مزار شریف علیحدہ مقبرہ میں رو برو مسجد حضرت قیوم ثانی واقع ہے۔

تتمہ

کتاب یہیں پر پوری ہو گئی ہے، حضرت مجدد کے باقی صاحبزادگان کا ذکر حضرت مؤلف نے نہیں کیا ہے، غالباً اس لئے کہ سلسلہ میں ان کا تذکرہ نہیں آتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے باقی صاحبزادگان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۴) حضرت خواجہ محمد فرخ: ولادت ۱۰۱۰ھ (مطابق ۱۶۰۱ء)، وفات ۷/ ربیع الاول

سنہ ۱۰۲۵ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۶۱۶ء بہ عمر پندرہ (۱۵) سال

(۵) حضرت خواجہ محمد عیسیٰؒ: ولادت ۱۰۱۷ھ مطابق ۱۶۰۸ء، وفات ۷ / ربیع الاول

سنہ ۱۰۲۵ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۶۱۶ء بہ عمر آٹھ (۸) سال

(۶) حضرت خواجہ محمد اشرف: وفات بہ عمر دو (۲) سال

(۷) حضرت خواجہ محمد یحییٰ: ولادت ۱۰۲۴ھ یا ۱۰۲۳ھ مطابق ۱۶۱۵ء یا ۱۶۱۸ء، وفات

جمادی الاخریٰ ۱۰۹۶ھ یا ۱۰۹۸ھ مطابق مئی ۱۶۸۵ء یا ۱۶۸۸ء⁵⁴

خاندان مجددی کے تفصیلی حالات کے لئے بہت سی مطول کتابیں موجود ہیں،

تفصیل کے لئے ان کی طرف رجوع کیا جائے۔

مآخذ ومراجع

1- القرآن الكريم

كتب تفسير

2- تفسير القرآن العظيم ج المؤلف : أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (المتوفى : 774هـ) المحقق: سامي بن محمد سلامة الناشر : دار طيبة للنشر والتوزيع الطبعة : الثانية 1420هـ - 1999 م عدد الأجزاء : 8

3- تفسير الجلالين المؤلف: جلال الدين محمد بن أحمد الخلي المتوفى: 864هـ - وجلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي (المتوفى: 911هـ)

4- أنوار التزويل وأسرار التأويل المعروف بتفسير البيضاوي المؤلف : ناصر الدين أبو سعيد عبد الله بن عمر بن محمد الشيرازي البيضاوي (المتوفى: 685هـ - 5- تنوير المقباس من تفسير ابن عباس المؤلف : ينسب لعبد الله بن عباس - رضي الله عنهما - (المتوفى : 68هـ)، جمعه محمد بن يعقوب الفيروز آبادي (المتوفى : 817 هـ)

6- روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني المؤلف: شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الألووسي (المتوفى : 1270هـ)

7- تفسير المنظري مؤلفه حضرت قاضي محمد ثناء الله العثماني الحنفى المنظري النقشبندى (١١٣٣هـ - ١٢٢٥هـ) تحقيق: احمد عز وعناية، ناشر: دار احياء التراث العربى، بيروت لبنان، ١٣٢٥هـ / ٢٠٠٣م

كتب احاديث

8- الجامع الصحيح سنن الترمذي المؤلف : محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي

السلمي الناشر : دار إحياء التراث العربي - بيروت تحقيق : أحمد محمد شاكر و آخرون عدد الأجزاء: 5 الأحاديث مذيلة بأحكام الألباني عليها. قال الشيخ الألباني: حسن صحيح

9- سنن أبي داود المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي - بيروت عدد الأجزاء: 4 مصدر الكتاب: وزارة الأوقاف المصرية وأشاروا إلى جمعية المكثر الإسلامي [ملاحظات بخصوص الكتاب] 1- موافق للمطبوع

10- المستدرك على الصحيحين المؤلف : محمد بن عبدالله أبو عبدالله الحاكم النيسابوري الناشر : دار الكتب العلمية - بيروت الطبعة الأولى ، 1411 - 1990 تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا عدد الأجزاء : 4 مع الكتاب : تعليقات الذهبي في التلخيص

11- دلائل النبوة للبيهقي المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرُو جَرْدِي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى : 458هـ) مصدر الكتاب : موقع جامع الحديث [الكتاب مرقم آليا غير موافق للمطبوع] إعداد البرنامج وتركيبه : المفتي محمد عارف بالله القاسمي

12- الزهد ويليهِ الرقائق المؤلف : عبد الله بن المبارك بن واضح المرزوي أبو عبد الله الناشر : دار الكتب العلمية - بيروت تحقيق : حبيب الرحمن الأعظمي

13- الطبقات الكبرى المؤلف : أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء ، البصري ، البغدادي المعروف بابن سعد (المتوفى : 230هـ) المحقق : إحسان عباس الناشر : دار صادر - بيروت الطبعة : 1 - 1968 م عدد الأجزاء : 8

14- جامع العلوم والحكم بشرح خمسين حديثا من جوامع الكلم المؤلف : ابن

رجب الحنبلي المحقق : ماهر ياسين فحل ، وقد جعل تحقيقه للكتاب مجانا فجزاه
الله خيرا مصدر الكتاب : موقع صيد الفوائد إعداد البرنامج : المفتي محمد
عارف بالله القاسمي

سير وسوانح وتصوف

15-الإصابة في معرفة الصحابة المؤلف : أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن
أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى : 852هـ)

16-الوافي بالوفيات المؤلف : صلاح الدين خليل بن أيبك الصفدي (المتوفى :
764هـ)

17-ثقات ابن حبان المؤلف : محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن
مَعْبَد، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (المتوفى : 354هـ) مصدر الكتاب
: موقع يعسوب)

18-☆نحات الانس للجامي، مترجمه: شمس بريلوي، مكتبة الحسنات دہلی، ۱۰۱۰ھ

19- مبدأ و معاد (فارسی مع اردو) مؤلفہ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ادارہ مجددیہ کراچی

20-مکتوبات امام ربانی مطبوعہ امرتسر

21-حضرات القدس مؤلفہ حضرت مولانا بدرالدین سرہندیؒ، محکمہ اوقاف پنجاب لاہور،

۱۹۷۱ء۔

22-زبدۃ المقامات مؤلفہ مولانا محمد ہاشم کشمیؒ، مطبع نامی نول کشور کراچی، ۱۳۰۷ھ

23-روضۃ القیومیۃ مؤلفہ خواجہ کمال الدین، اللہ والوں کی قومی دکان، لاہور ۱۳۳۵ھ

24-حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ مترجم مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر مطبع بلبیر پریس

ریاست فرید کوٹ پنجاب

25-خزینۃ الاصفیاء مؤلفہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ، مطبوعہ لاہور

26- مقامات خیر مؤلفہ حضرت مولانا زید ابوالحسن فاروقی مجددی، ناشر شاہ ابوالخیر اکیڈمی، دہلی
۱۴۳۱ھ / ۲۰۱۰ء

27- حضرت مجدد الف ثانی مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحب، ناشر: زوار اکیڈمی
پبلیکیشنز کراچی، ۲۰۱۲ء

28- الشیخ عبدالقادر الجیلانی، الامام الزاهد القدوة مؤلفہ الدكتور عبدالرزاق الکیلانی، ناشر دار القلم
بیروت، ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء

29- قطب الاقطاب حضرت سید عبدالرزاق مرتبہ محی الدین قادری

30- تاریخ مشائخ قادریہ مجیدیہ، مؤلفہ: تنویر خان قادری بدایونی، ناشر: تاج الفحول اکیڈمی،
بدایوں، ۱۴۳۶ھ / ۲۰۱۴ء

31- کلیات باقی مؤلفہ ملک دین محمد اینڈ سنز، لاہور ۱۹۶۷ء

32- تذکرہ مشائخ قادریہ مؤلفہ: مولانا محمد دین کلیم قادری، ناشر مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ لاہور
۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء